جلد ۱۱ | ۱۵ تبلیغ ۱۳۴۱ ہش ۹ رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ ۱۵ فروری ۱۹۶۲ء | نمبر ۷

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۰ فروری (بوقت نو بجے صبح) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج کی رپورٹ مظہر ہے کہ کل شام حضور ایدہ اللہ کو کچھ بے چینی کی شکایت ہو گئی۔ اس وقت طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین۔

قادیان ۱۳ فروری محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد سلمہ ربہ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں الحمد للہ۔

۱۴ فروری۔ پرسوں پانچویں روز سے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے اپنا مقررہ حصہ درس قرآن کریم سورت نساء کے ختم کرنے سے مکمل کر لیا۔ پچھلے روز سے مکرم مولوی عبد القادر صاحب دانش دہلوی نے سورت مائدہ سے درس دینا شروع کیا۔ مقامی احباب پورے ذوق و شوق سے درس میں شریک ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے سب کو رمضان کی برکات سے زیادہ سے زیادہ متمتع ہونے کی توفیق دے۔ آمین۔

قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان

پیشگوئی دربارہ مصلح موعود

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ نے ۱۸۸۶ء کے آغاز میں بمقام ہوشیارپور حقیقتِ اسلام اور صداقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ سے ایک رحمت کا نشان ظاہر کئے جانے کی چالیس روز تک مسلسل دعائیں کیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضور کی دعاؤں کو قبولیت کا جامہ پہناتے ہوئے آپ کو ایک پسر موعود کے تولد کی خبر دی جس کے وجود سے اللہ تعالیٰ اپنے ایسے نشانات ظاہر کرنے والا تھا جن کے متعلق حضور نے نہایت عاجزی اور تضرع سے دعائیں کیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً فرمایا:۔

"میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا سو میں نے تیری تضرعات کو سُنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیارپور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آ جائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا .... اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت اور غیوری نے اُسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وکان امراً مقضیاً۔

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

آئندہ صوبائی اور مرکزی انتخابات کے متعلق

(ضروری ہدایات)

امید ہے کہ چند یوم تک صوبائی اسمبلیوں اور مرکزی لوک سبھا کے انتخابات شروع ہو جائیں گے۔ اندریں بارہ احباب جماعت ہندوستان کیلئے مندرجہ ذیل ہدایات دی جاتی ہیں:۔

(۱) جملہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان اپنے اپنے حلقہ میں آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے نمائندوں کے حق میں عام طور پر ووٹ دیں۔ کیونکہ کانگرس کمیٹی باوجود بعض عملی کمزوریوں کے سیکولر اصول کی حامی اور مذہبی فرقہ داری کے خلاف ہے اور اسی وجہ سے ملک کے مختلف مذاہب اور اقوام سے تعلق رکھنے والے عوام و خواص اس کی تائید میں ہیں۔ اور اکثر صوبوں اور مرکز میں منتخب شدہ ممبروں کی بھاری اکثریت کانگرس کے ٹکٹ پر کامیاب ہوتی رہی ہے۔

(۲) موجودہ حالات میں مسلمانانِ ہند کے لئے عام طور پر اور احمدی احباب ہندوستان کے لئے خاص طور پر کانگرس کمیٹی میں شامل ہو کر اپنے سماجی اور قانونی حقوق کا تحفظ اور مادرِ وطن کی خدمت کی زیادہ سہولتیں اور مواقع میسر ہیں۔ اور کانگرس کے علاوہ دوسری سیاسی جماعتیں یا تو فرقہ داری اور تعصب کے زہر سے آلودہ ہیں یا اس پوزیشن اور مقام پر نہیں کہ ان کے ساتھ وابستہ ہو کر بہتر طور پر ملک اور قوم کی خدمت کی جائے۔

(۳) اگر مخصوص مقامی حالات کے ماتحت کسی جماعت کے لئے کانگرس کے نمائندہ کے حق میں ووٹ دینا مشکل ہو یا ناممکن ہو اور ایسا کرنے سے ان کو کوئی خاص قومی اور جماعتی نقصان کا اندیشہ ہو تو وہ اپنے مخصوص حالات کو اپنی مقامی مجلس عاملہ کے سامنے پیش کر کے جملہ کوائف کے ساتھ مرکز سلسلہ میں رپورٹ کر کے مرکز سے مشورہ حاصل کرنے کے بعد حق رائے دہندگی کو استعمال کریں لیکن یہ احتیاط رکھی جائے کہ ایسی صورت میں مقامی جماعت میں انتشار یا اختلاف پیدا نہ ہو۔ جماعت کے ووٹ اکٹھے پڑنے سے جماعت کی عزت اور وقار قائم ہوتا ہے اور جس نمائندہ کو ووٹ دیئے جاتے ہیں اسکو بھی ٹھوس فائدہ پہنچتا ہے۔

احباب ان ہدایات کو پورے طور پر مدنظر رکھیں! اللہ تعالیٰ جملہ احباب کو قوم اور ملک کا بہترین خادم اور وفا کیش شہری بننے کی توفیق دے۔ آمین۔

ناظر امور عامہ قادیان

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان ——— مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۶۲ء

صداقتِ اسلام کا ایک زندہ نشان

۱۸۸۶ء میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اسلام کی حقیقت اور صداقتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایسا عظیم الشان نشان دیئے جانے کی بارگاہِ رب العزت میں مسلسل ۴۰ دن کی متضرعانہ دعاؤں میں درخواست کی جو بیک وقت قادیان کے مقامی باشندوں اور بیرونی دنیا۔ کے متلاشیانِ حق کے لئے اسلام کی صداقت پر ایک روشن دلیل ہو سکے!!

اللہ تعالےٰ نے آپ کی ان دعاؤں کو بپایۂ قبولیت جگہ دیکر ایک پسر موعود کے تولد کی خبر دی جس کے وجود کے ساتھ ایسے عظیم الشان نشان کا ظہور وابستہ قرار دیا گیا۔ اس پیشخبری کی الہامی عبارت تفصیلی طور پر اسی پرچہ میں پہلے صفحہ پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ یہ ایسا وقت تھا جبکہ آپ کی اپنی عمر پچاس سال سے تجاوز کرچکی تھی۔ شاید اسی لئے آپ کے بعض مخالفین نے اس جہت سے بھی پیشگوئی کا تمسخر اڑایا مگر خدا تعالےٰ کی سب باتیں اپنے وقت پر پوری ہوئیں۔ مثلاً

- ——— موعود بیٹا مقررہ نو سالہ میعاد میں پیدا ہوا —!!
- ——— اللہ تعالےٰ کی رحمت کے سایہ تلے وہ جلد جلد بڑھا —!!
- ——— زمانہ گزرنے کے ساتھ وہ مسیح موعود علیہ السلام کا دوسرا اور جماعت کا برحق خلیفہ منتخب ہوا۔
- ——— خدا تعالےٰ نے اس کے کاموں میں ایسی برکت دی کہ جدھر اس نے رُخ کیا فتح و ظفر نے اس کے قدم چومے اور ہر میدان میں وہ کامیاب و کامران ہوا —!!
- ——— اسی کے ذریعہ دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ ناقابل تردید رنگ میں علمی دنیا پر ظاہر ہوا جس پر اسی امام ہمام کی تالیف لطیف تفسیر کبیر کی صورت میں آفتاب آمد دلیل آفتاب کا حکم رکھتی ہے۔
- ——— اسی کے ذریعہ اسلام کی تبلیغ اور اس کی اشاعت کا کام باقاعدہ ایک تنظیم کے ماتحت ساری دنیا میں ہونے لگا —!!
- ——— مجملہ تمام دیگر سنہری کارناموں کے اسی موخرالذکر کارنامہ نے اپنوں اور غیروں سے وہ دادِ تحسین حاصل کی کہ باوجود بڑے بلند بانگ دعاوی کے کوئی دوسرا فرقہ یا کسی دوسری انجمن یا جماعت سے آج تک ایسا نہ ہوسکا حالانکہ ان کی پشت پر بڑی بڑی جمعیتیں اور بڑی مالدار انجمنیں بلکہ حکومتیں ہیں!!

الہامی عبارت کو ایک دفعہ پھر پڑھیں اس کے ایک ایک فقرہ پر غور کریں حضرت امام ہمام ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ۴۸ سالہ عہدِ خلافت کے کارناموں پر جو ایک کھلی کتاب کی حقیقت رکھتے ہیں ایک ایک کرکے نظر کریں اور پھر خالی الذہن ہوکر غور کریں کہ کس طرح اس پیشگوئی کا ایک ایک لفظ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی ذاتِ گرامی اور آپ کی صفاتِ عالیہ پر منطبق ہوتا ہے کیا یہ صریح طور پر تائید الٰہی نہیں کیا یہ واضح رنگ میں اسلام کی حقیقت اور حضرت بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا عظیم الشان نشان نہیں؟

ذرا ان حقائق پر غور کریں کہ آج سے ۱۳ سو سال پہلے حضرت نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی اللہ تبارک وتعالےٰ خبر دیتا ہے۔ کہ آخری زمانہ میں مذہبی لحاظ سے بے حد پُرفتن حالات پیدا ہونے والے ہیں جبکہ عیسائیت کا غلبہ ایک طرف اور الحادی طاقتیں دوسری طرف مذہبی و روحانی پودے کو نیست ونابود کرنے کے لئے ایک تند سیلاب کی طرح اس کی طرف بڑھتی چلی آئیں گی۔ ان حالات میں انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کا وعدہ کرنے والا خدا اپنی قادرانہ تجلی سے حسب وعدہ مسیح موعود و مہدی مسعود کو مبعوث کرے گا۔ جس کے ذریعہ صلیب پاش پاش ہوگی اور الحادی طاقتوں کی ساحرانہ کارروائیاں پے در پے ظاہر ہونے والے معجزات کے مقابل پر ھباءً منثوراً ہوکر رہ جائیں گی!!

ایسے وقت میں نہ صرف یہ کہ اکیلا مہدی ہی ظاہر ہوگا۔ بلکہ بتایا کہ یتزوج ویولد لہ کہ مہدی کی شادی اور اس کے نتیجہ میں جو اس کے ہاں اولاد ہوگی وہ بھی خدا تعالےٰ کے عظیم الشان نشانات میں سے بڑے نشان ہوں گے!!

اب دیکھو یہ سب باتیں جو کسی زمانہ میں محض پیشخبریاں تھیں وقت آنے پر ان میں سے ایک ایک اسلام اور مقدس بانیٔ اسلام کی صداقت کا زندہ نشان ہیں — یہ جملہ ثابت شدہ حقائق موجودہ زمانہ کی تاریخ کا ناقابلِ تردید حصہ بن چکے ہیں۔ اپنی زبان سے جو چاہے باتیں بناتا پھرے مگر حقیقت یہی ہے کہ کسی معقول آدمی کے لئے ممکن نہیں کہ آسانی سے ان کی تکذیب کرسکے۔ اب تو گویا شمس نصف النہار والی بات ہے جو شخص اپنے ہی تاریک خیالات کی کوٹھڑی میں بیٹھا محض انکار پر اصرار کرتا چلا جائے اس سے حقائق کی دنیا بدل نہیں سکتی اور نہ اس روحانی انقلاب کو روکا جاسکتا ہے جو ان مقدس وجودوں کے ذریعہ دنیا میں برپا ہورہا ہے

کیا یہ بات کچھ کم اہمیت کی حامل ہے کہ وہ کامل کتاب جس کے متعلق اللہ تبارک وتعالےٰ نے ساری دنیا کو اطلاع دی کہ

هٰذَا كِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ

کہ یہ عظیم الشان کتاب، جسے ہم نے اتارا ہے ہر قسم کی خیر و برکت کا خزانہ اپنے اندر رکھتی ہے۔ جب اس کے تراجم حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کی نگرانی میں دنیا کی مشہور زبانوں میں کرائے جاکر مختلف زبانیں بولنے والوں کے لئے اپنی زبان میں کلام اللہ کے معانی ومطالب پڑھنے کے سامان ہورہے ہیں۔ تو بلاشبہ مصلح موعود کے بارہ میں الہامی پیشخبری کا یہ حصہ بھی بڑی شان سے پورا ہوا کہ — قومیں اس سے برکت پائیں گی —!!

اس وقت زیادہ تفصیلات میں جانے کی چنداں ضرورت نہیں جماعت احمدیہ کے موجودہ امام ہمام کی نسبت ہمارا دعوےٰ ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء (جس کا ایک حصہ پہلے صفحہ پر ملاحظہ کیا جاسکتا ہے) کے پورے پورے مصداق ہیں۔ آپ کے بر جستہ کارہائے نمایاں ایک مکمل کتاب کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور یہ سب کے سب اسلام کی صداقت کے زندہ نشان ہیں۔ جو ہر مومن کے لئے ازدیادِ ایمان کا بڑا سامان رکھتے ہیں اور سچے دل سے حق کے طلبگار کیلئے روشنی مینار!!

"نشانِ رحمت"

پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء

از حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ

جنہیں حاصل ہے حق سے ہمکلامی
انہیں ہم آج دیتے ہیں سلامی

کان اللہ نزل من السماء
مبارک ہے وہ فرزندِ گرامی

کناروں تک زمیں کے پائی شہرت
ادب سے لیتے ہیں سب نام نامی

نشانِ رحمتِ باری ہے ظاہر
بحسبِ پیشگوئیِ دوامی

ثمر لایا ہے دوحہ اسمٰعیلی
بہ فیضِ آبشارِ ابراہامی

فروزاں شمعِ انوارِ رسالت
خلافت کے لئے ماہِ تمامی

ہے اپنا کام پورا کر دکھایا
جو تھا اصلاح و ارشاد و نظامی

زمانہ مانتا جاتا ہے از خود
مسیح و مہدی تھے جس کے پیامی

بیاں کیا کرے اکمل مناقب
ملے اسے کاش اے انداز جامی

يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

(ترجمہ) اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر (بھی) روزوں کا رکھنا اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں تاکہ تم (روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے) بچو!

رمضان المبارک کی اہمیت اور روزوں کی برکات کے متعلق

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے بعض اہم ارشادات

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے زمانہ خلافت میں قرآن کریم کے ابتدائی دس پاروں کا دو دفعہ درس دیا ہے۔ ایک دفعہ ۱۹۱۷ء کے رمضان المبارک میں اور دوسری دفعہ اگست ۱۹۲۸ء میں میرے پاس حضور کے ان دونوں درسوں کے نوٹ خدا تعالیٰ کے فضل سے یکجائی صورت میں موجود ہیں۔ چونکہ اب رمضان المبارک کا آغاز ہو رہا ہے اس لئے حضور کے ارشادات کا وہ حصہ جن کا روزوں کی فرضیت اور ان کی برکات کے ساتھ تعلق ہے۔ شائع کیا جا رہا ہے تاکہ احباب اس بابرکت مہینہ سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کر سکیں۔ خاکسار محمد یعقوب مولوی فاضل (انچارج شعبہ زود نویسی)

حضور نے آیت کریمہ یاایھا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:۔

دنیا میں

بعض تکلیفیں ایسی ہوتی ہیں

جو منفرد ہوتی ہیں۔ اکیلے انسان پر آتی ہیں اور وہ ان سے گھبراتا ہے۔ شکوہ کرتا ہے کہ میں ان تکالیف کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ لیکن بعض تکلیفیں ایسی ہوتی ہیں جن میں سارے لوگ شریک ہوتے ہیں۔ ان تکالیف پر جب کوئی انسان گھبراتا یا شکوہ کا اظہار کرتا ہے تو لوگ اسے یہ کہہ کر تسلی دیا کرتے ہیں کہ میاں یہ دکھ سب پر آتے ہیں اور کوئی شخص یہ امید نہیں کر سکتا کہ وہ ان تکلیفوں سے بچ جائے مثلاً موت ہے۔ ہر انسان پر آتی ہے دنیا میں کوئی احمق سے احمق انسان بھی ایسا نہیں مل سکتا جو کہے کہ میں کوشش کر رہا ہوں کہ مجھ پر موت نہ آئے۔ موت اس پر ضرور آئے گی۔ چاہے چند دن پہلے آئے یا بعد پس کما کتب علی الذین من قبلکم کہہ کر خدا تعالیٰ نے

مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلائی ہے

کہ روزے ایسی نیکی، ثواب اور قربانی ہیں جن میں سارے ہی ادیان شریک ہیں۔ اور انہوں نے خدا تعالیٰ کے اس حکم کو پورا کیا۔ پس یہ افسوس کی بات ہے کہ وہ نیکی اور تقویٰ جس کے حصول کے لئے ساری قومیں کوشش کرتی ہیں تم اس سے بچنے کی کوشش کرو۔ اگر یہ کوئی نیا حکم ہوتا۔ اگر روزے صرف تم پر ہی فرض ہوتے۔ تو تم دوسرے لوگوں سے کہہ سکتے تھے کہ تم اسے کیا جانو۔ تم نے تو اس کا مزہ نہیں چکھا۔ لیکن وہ فرض جو ان صد ہا سالوں سے گذر چکے ہیں جو اس بوجھ کو اٹھا چکے ہیں انہیں تم کیا جواب دو گے لازماً مسلمانوں پر حجت ان احکام میں ہو سکتی ہے جو پہلی قوموں کو بھی دیئے گئے۔ اور انہوں نے ان احکام کو پورا کیا۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے مسلمانو! تم ہوشیار ہو جاؤ

ہم تم پر روزے فرض کرتے ہیں

اور ساتھ ہی تمہیں بتا دیتے ہیں کہ روزے پہلی قوموں پر بھی فرض کئے گئے تھے اور انہوں نے اس حکم کو اپنی طاقت کے مطابق پورا کیا تھا۔ اگر تم اس حکم کو پورا کرنے میں سستی دکھاؤ گے تو وہ قومیں تم پر اعتراض کریں گی اور کہیں گی کہ ہمیں بھی خدا تعالیٰ نے روزوں کا حکم دیا تھا۔ اور ہم نے اسے پورا کیا اب تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں تو تم اس حکم کو صحیح طور پر ادا نہیں کر رہے۔ غرض مسلمانوں کی غیرت اور ہمت بڑھانے کے لئے یہ کہا گیا ہے کہ روزے صرف تم پر ہی فرض نہیں کئے گئے بلکہ پہلی قوموں پر بھی فرض کئے گئے تھے اور ان قوموں نے اپنی طاقت کے مطابق اس حکم کو پورا کیا تھا

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ روزوں کی شکل میں اختلاف تھا اور وہ اختلاف آج تک نظر آتا ہے۔ ہمیں اس قسم کے روزے نظر آتے ہیں جنہیں وصال کہتے ہیں کہ درمیان میں سحری نہ کھاتا۔ اس قسم کے روزوں میں صرف شام کے وقت روزہ کشائی کی جاتی اور دوسرا سحری نہ کھا کر متواتر آٹھ پہر روزہ رکھا جاتا۔

کہیں ایسے روزے ہوتے تھے کہ روزہ کشائی بھی نہ ہوتی اور تین تین چار چار پانچ پانچ دن

متواتر روزہ رکھا جاتا تھا

ایسے روزے بھی پائے جاتے ہیں جن میں لوگوں کو بعض غذا کھانے کی اجازت دی گئی ہے مگر مخصوص غذاؤں سے منع کیا گیا ہے جیسے ہندوؤں یا عیسائیوں میں روزے ہوتے ہیں۔

ہندوؤں کے روزوں کے متعلق تو عام طور پر مشہور ہے کہ ان کا روزہ صرف یہ ہوتا ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز نہیں کھانی اس کے علاوہ اگر وہ کئی سیر آم، کیلے، نارنگیاں کھا جائیں تو ان کے روزہ میں فرق نہیں آتا۔ روٹی اور سالن کو چھوڑ کر باقی جو چیز چاہیں کھا لیں۔

پھر

اس سے بھی آسان روزے

رومن کیتھولک عیسائیوں میں پائے جاتے ہیں۔ آخر انہوں نے بھی اپنی کسی مذہبی روایت کی بناء پر ہی یہ روزے رکھنے شروع کئے ہوں گے یا کسی حواری سے کوئی بات پہنچی ہوگی۔ ان کا روزہ یہ ہوتا ہے کہ گوشت نہیں کھانا۔ اگر وہ آلو یا گوبھی یا کدو کا بھرتہ بنا کر دس پندرہ روٹیاں اس کے ساتھ کھا لیں تو ان کا روزہ نہیں ٹوٹتا۔ البتہ اگر گوشت کی بوٹی ان کے معدے میں چلی جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ پس روزوں کے متعلق بھی مختلف اقوام میں اختلافات پائے جاتے ہیں۔ اور اپنے اپنے زمانہ میں ان احکام میں اللہ تعالیٰ کی حکمتیں بھی پوشیدہ ہوں گی۔ مثلاً جو قومیں کثرت سے گوشت کھانے والی ہوں وہ ان اخلاق سے رفتہ رفتہ محروم ہو جاتی ہیں۔ جو سبزی کے استعمال کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی اخلاقی اصلاح کے لئے اور انہیں یہ بتانے کے لئے کہ سبزی بھی غذا میں ضروری ہوتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دے دیا ہو کہ سبت میں کم از کم ایک دن تم پر ایسا آنا چاہیئے جب تم گوشت نہ کھاؤ تو یہ

نہایت پُرحکمت روزہ

ہو جاتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں اسلام نے ہماری غذا کے متعلق یہ ایک عام حکم دے دیا ہے کہ گوشت بھی کھاؤ اور سبزیاں بھی کھاؤ۔ آگ پر پکی ہوئی چیزیں بھی استعمال کرو اور جنہیں آگ نے نہ چھوا ہو وہ بھی استعمال کر لو۔ غرض ہماری غذا میں اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی احتیاطیں جمع کر دی ہیں لیکن پہلی قوموں کے لئے ممکن ہے اس قسم کی احتیاطیں ناقابل برداشت پابندیاں ہوں اور ان کے اخلاق کی اصلاح کے لئے اس قسم کے روزے تجویز کئے گئے ہوں مثلاً وہ قومیں جو جنگی ہوتی ہیں اور جن کا شکار پر گذارہ ہوتا ہے وہ ایک عرصہ تک گوشت کھانے کی وجہ سے ایسے اخلاق سے عاری ہو جاتی ہیں جو سبزی کھانے کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم دے دیا گیا ہو کہ وہ ہفتہ میں ایک دن گوشت کھانا چھوڑ دیا کریں تو یقیناً یہ روزہ ان کے لئے بہت مفید تھا

پس

پہلی قوموں میں روزے

تو تھے مگر شکل وہ نہ تھی جو اسلام میں ہے۔ پس کما کتب علی الذین من قبلکم میں جو مشابہت پہلے لوگوں کے ساتھ بیان کی گئی ہے وہ کمیت اور کیفیت کے لحاظ سے نہیں بلکہ صرف فرضیت کے لحاظ سے ہے۔ یعنی کما کتب سے یہ مراد نہیں کہ وہ ویسے ہی روزے رکھتے تھے جیسے مسلمان رکھتے ہیں یا اتنے ہی روزے رکھتے تھے جتنے مسلمان رکھتے ہیں۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ ان پر بھی روزے فرض تھے اور تم پر بھی فرض کئے گئے ہیں۔ گویا صرف فرضیت میں مشابہت ہے روزہ کی نوعیت [illegible] میں۔ چنانچہ

انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا میں روزہ کے ماتحت لکھا ہے:۔

It would be difficult to name any religious system of any description in which it is wholly unrecognised

یعنی دنیا کا کوئی باقاعدہ مذہب ایسا نہیں جس میں روزہ کا حکم نہ ملتا ہو بلکہ ہر مذہب میں

روزوں کا حکم

موجود ہے۔

(۱) چنانچہ اس بارہ میں سب سے پہلے ہم یہودی مذہب کو دیکھتے ہیں۔ تورات میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب طور پر گئے تو انہوں نے چالیس دن اور چالیس رات کا روزہ رکھا۔ اور ان ایام میں انہوں نے کچھ نہ کھایا نہ پیا۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"سو وہ (یعنی موسیٰ) چالیس دن اور چالیس رات وہیں خداوند کے پاس رہا اور نہ روٹی کھائی نہ پانی پیا"

(خروج باب ۳۴ آیت ۲۸)

اسی طرح احبار باب ۱۶ آیت ۲۹ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ساتویں مہینہ کی دسویں تاریخ کو ایک روزہ رکھنا یہود کے لئے ضروری قرار دیا گیا تھا۔ چنانچہ بنی اسرائیل ہمیشہ یہ روزے رکھتے رہے اور انبیاء بنی اسرائیل بھی اس کی تاکید کرتے رہے زبور میں حضرت داؤد فرماتے ہیں۔

"جب میں نے تو ان کی بیماری میں جب وہ بیمار تھے ٹاٹ کا لباس پہنا روزے رکھ رکھ کر اپنی جان کو دکھ دیا"

(زبور باب ۳۵ آیت ۱۳)

یسعیاہ نبی فرماتے ہیں:۔

"دیکھو تم اس مقصد سے روزہ رکھتے ہو کہ جھگڑا اور رگڑا کرو اور شرارت کے مکے مارو۔ پس اب تم اس طرح کا روزہ نہیں رکھتے ہو کہ تمہاری آواز عالم بالا پر سنی جاسکے"

(یسعیاہ باب ۵۸ آیت ۴)

دانی ایل فرماتے ہیں:۔

"میں نے خداوند خدا کی طرف رُخ کیا اور میں منت اور مناجات کر کے روزہ رکھ کر اور ٹاٹ اوڑھ کر اور راکھ پر بیٹھ کر اس کا طالب ہوا"

(دانی ایل باب ۹ آیت ۳)

"خداوند کا روز عظیم نہایت خوفناک ہے کون اس کی برداشت کر سکتا ہے لیکن خداوند فرماتا ہے اب بھی پورے دل سے اور روزہ رکھ کر اور گریہ وزاری اور ماتم کرتے ہوئے میری طرف رجوع لاؤ اور اپنے کپڑوں کو نہیں بلکہ دلوں کو چاک کر کے خداوند اپنے خدا کی طرف متوجہ ہو کیونکہ وہ رحیم و مہربان قہر میں دھیما اور شفقت میں غنی ہے۔ اور عذاب نازل کرنے سے باز رہتا ہے"

(یوایل باب ۲ آیت ۱۲ تا ۱۳)

یہودیت کے بعد

عیسائیت کو دیکھا جائے

تو اس میں بھی روزوں کا ثبوت ملتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیحؑ کے متعلق انجیل سے ثابت ہے کہ انہوں نے چالیس دن اور چالیس رات کا روزہ رکھا متی میں لکھا ہے:۔

"اور چالیس دن اور چالیس رات فاقہ کر کے آخر کو اسے بھوک لگی"

(متی باب ۴ آیت ۲)

اسی طرح حضرت مسیحؑ نے اپنے حواریوں کو ہدایت دی کہ:۔

"جب تم روزہ رکھو تو ریاکاروں کی طرح اپنی صورت اداس نہ بناؤ۔ کیونکہ وہ اپنا منہ بگاڑتے ہیں تاکہ لوگ ان کو روزہ دار جانیں۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنا اجر پا چکے۔ بلکہ جب تو روزہ رکھے تو اپنے سر میں تیل ڈال اور منہ دھو تاکہ آدمی نہیں بلکہ تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے تجھے بدلہ دے گا"

(متی باب ۶ آیت ۱۶ تا ۱۸)

اسی طرح ایک دفعہ جب حواری ایک بدروح کو نکال نہ سکے تو

"اس کے شاگردوں نے تنہائی میں اس سے پوچھا کہ ہم اسے کیوں نہ نکال سکے۔ اس نے کہا کہ یہ قسم دعا اور روزہ کے سوا کسی اور طرح نہیں نکل سکتی"[1]

(مرقس باب ۹ آیت ۲۸ و ۲۹)

بدروح نکالنا۔

حواریوں کی ایک اصطلاح

تھی وہ بیماریوں اور مختلف قسم کی خرابیوں کو دیو کہا کرتے تھے۔ اور حضرت مسیح ناصریؑ کے پاس آ کر درخواست کیا کرتے تھے کہ یہ دیو نکال دیں۔ ان کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ یہ بیماریاں یا خاص قسم کی دماغی خرابیاں دور کر دی جائیں۔ اسی قسم کے بعض بیمار تھے جن کا حضرت مسیح ناصریؑ نے علاج کیا اور اچھے ہو گئے۔ اور جب ایک موقعہ پر حواری ایک بدروح کو نہ نکال سکے تو آپ نے فرمایا کہ یہ دیو روزوں اور دعاؤں کے بغیر نہیں نکل سکتا۔ انہی کی امت آج روزوں سے اتنی بے خبر ہے اور وہ اتنا کھاتے ہیں کہ شاید ایشیائی ہفتہ بھر میں بھی اتنا نہیں کھاتے۔ جتنا وہ ایک دن میں کھا جاتے ہیں۔ پس انہوں نے روزہ کیا رکھنا ہے وہ تو روزوں کے قریب بھی نہیں جاتے۔ سال بھر میں صرف تین دن ایسے ہوتے ہیں جن میں وہ روزہ رکھتے ہیں لیکن ہندوؤں کی طرح جیسے وہ روزہ میں صرف چولھے کی پکی ہوئی چیز نہیں کھاتے۔ مثلاً وہ پھلکا نہیں کھائیں گے۔ لیکن وہ دو دو سیر دودھ پی جائیں گے۔ عیسائی بھی صرف چند چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں۔ باقی سب کچھ کھاتے رہتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ روزے ہو گئے حالانکہ حضرت مسیح یہودیوں میں سے تھے اور

یہودیوں میں روزہ

بڑا مکمل ہوتا ہے اور پھر حضرت مسیحؑ خود بتاتے ہیں کہ کئی قسم کی دینی روحانی یا جسمانی بیماریاں ایسی ہیں جو صرف روزہ رکھنے والے کی دعا سے دور ہوتی ہیں۔ اس کے بغیر نہیں ہوتیں۔ یہودیت اور عیسائیت کے بعد ہندو مذہب کو دیکھا جائے۔ تو ان میں بھی کئی قسم کے برت پائے جاتے ہیں۔ اور ہر قسم کے برت کے متعلق الگ الگ شرائط اور قیود ہیں۔ جن کا تفصیلی ذکر ان کی کتاب "دھرم سندھو" میں پایا جاتا ہے۔ انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا میں بھی ہندو اور جین مت کے روزوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور زرتشتی مذہب کے متعلق بھی لکھا ہے کہ کنفیوشس نے اپنے پیروؤں کو روزے رکھنے کی تلقین کی تھی

(انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا جلد ۹ زیر لفظ Fasting)

غرض

روزہ روحانی ترقی کا ایک ایسا ذریعہ ہے

جو تمام مذاہب میں مشترک طور پر نظر آتا ہے اور تمام امتیں روزوں سے برکتیں حاصل کرتی رہی ہیں۔ بلکہ آجکل تو ایک نئی قسم کا روزہ نکل آیا ہے کہ اگر کسی سے جھگڑا ہو تو کھانا پینا چھوڑ دیا گاندھی جی نے انگریز کے مقابلہ میں اس قسم کے کئی مرن برت رکھے تھے۔ بہرحال

مذاہب کی ایک لمبی تاریخ

پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے جس کی اہمیت مذہبی دنیا میں تسلیم کی جاتی رہی ہے۔ مگر اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ جس صورت اور جس شکل میں اسلام نے اس کو پیش کیا ہے وہ باقی مذاہب سے بالکل نرالی ہے

اسلام میں روزوں کی یہ صورت

ہے کہ ہر بالغ عاقل کو پورا ایک مہینہ کے روزے رکھنے کا حکم ہے۔ سوائے اس صورت کے کہ کوئی شخص بیمار ہو یا اسے بیماری کا یقین ہو۔ یا سفر پر ہو۔ یا بالکل بوڑھا اور کمزور ہو گیا ہو۔ ایسے لوگ جو بیمار ہوں یا سفر پر ہوں ان کے لئے حکم ہے کہ وہ دوسرے اوقات میں روزے رکھیں اور جو بالکل معذور ہو گئے ہوں۔ ان کے لئے کوئی روزہ نہیں

روزہ کی یہ صورت ہے کہ پو پھٹنے سے سورج کے غروب ہونے تک انسان کوئی چیز نہ کھائے نہ پیئے نہ کم نہ زیادہ اور نہ مخصوص تعلقات کی طرف توجہ کرے۔ پو پھٹنے سے پہلے وہ کھانا کھائے تاکہ اس کے جسم پر غیر معمولی بوجھ نہ پڑے۔ اور غروب آفتاب پر روزہ افطار کر دے۔ صرف شام کو ہی کھانا کھا کر متواتر روزے رکھنا ہماری شریعت نے ناپسند کیا ہے

اس میں كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ کے متعلق

ایک سوال پیدا ہوتا ہے

کہ صرف کسی قوم میں کسی رواج کا پایا جانا یا پہلوں میں کسی دستور کا ہونا اس امر کی دلیل نہیں ہو سکتا کہ آئندہ نسلیں بھی ضرور اس کا لحاظ رکھیں بیسیوں باتیں ایسی ہیں جو پہلے لوگوں میں موجود تھیں لیکن در اصل وہ غلط تھیں۔ اور بیسیوں باتیں ایسی ہیں جو آج بھی لوگوں میں پائی جاتی ہیں حالانکہ وہ بھی غلط ہیں۔ پس محض اس وجہ سے کہ پہلی قومیں کوئی عبادت کرتی رہی ہیں۔ یہ نتیجہ نکالنا کہ آئندہ بھی وہ کی جائے صحیح نہیں۔ قرآن کریم نے اس اعتراض کے وزن کو قبول کیا ہے اور بتایا ہے کہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ پہلی امتوں میں روزہ کا وجود اس کی فضیلت کی کوئی دلیل ہے۔ بلکہ اس کے صرف یہ معنے ہیں کہ تم پر یہ کوئی زائد بوجھ نہیں ڈالا گیا تھا۔ پس یہ

روزوں کی فضیلت

کی کوئی دلیل نہیں۔ بلکہ روزوں کی اہمیت کی دلیل ہے۔ روزوں کی فضیلت اور اس کے فوائد پر لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ کے الفاظ میں روشنی ڈالی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ روزے تم پر اس لئے فرض کئے گئے ہیں۔ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ تاکہ تم بچ جاؤ۔ اس کے کئی معنے ہو سکتے ہیں۔ مثلاً ایک معنے تو یہی ہیں کہ ہم نے تم پر روزے فرض کئے ہیں تاکہ تم ان قوموں کے اعتراضوں سے بچ جاؤ۔ جو روزے رکھتی رہی ہیں۔ جو بھوک اور پیاس کی تکلیف برداشت کرتی رہی ہیں جو موسم کی شدت کو برداشت کر کے خدا تعالیٰ کو خوش کرتی رہی ہیں۔ اگر تم روزے نہیں رکھو گے تو وہ کہیں گی ہمارا امر سے کہ ہم باقی قوموں سے روحانیت میں بڑھ کر ہیں۔ لیکن وہ تقوے سے تم میں نہیں ہو

[1] یہ آیت موجودہ اناجیل میں سے نکال دی گئی ہے

دوسری قوموں میں پایا جاتا تھا۔ غرض اگر

اسلام میں روزے

نہ ہوتے تو مسلمان دوسری قوموں کے سامنے ہدفِ ملامت بنے رہتے عیسائی کہتے یہ بھی کوئی مذہب ہے اس میں روزے تو ہیں ہی نہیں جس سے قلوب کی صفائی ہوتی ہے جس کے ساتھ روحانی سلوک بیٹھتی ہے جن کے ذریعہ انسان بدی سے بچتا ہے۔ یہودی کہتے کہ ہم نے سینکڑوں سال روزے رکھے لیکن مسلمانوں میں روزے نہیں۔ اسی طرح زرتشتی۔ ہندو اور دوسری سب قومیں کہتیں اسلام بھی کوئی مذہب ہے۔ اس میں روزے نہیں۔ ہم روزے رکھتے ہیں اور اس طرح خدا تعالےٰ کو خوش کرتے ہیں۔ غرض ساری دنیا متحدہ طور پر مسلمانوں کے مقابلہ پر آجاتی اور کہتی مسلمانوں میں روزے کیوں نہیں۔ پس فرمایا اے مسلمانو! ہم تم پر روزے فرض کرتے ہیں لعلکم تتقون تاکہ تم دشمن کے اعتراضات سے بچ جاؤ۔ اگر اسلام میں روزہ نہ ہوتا یا تم روزے نہ رکھتے تو غیر مذاہب والے تم پر جائز طور پر اعتراض کرتے اور تم ان کی نگاہوں میں حقیر ہو جاتے لعلکم تتقون میں

دوسرا اشارہ اس امر کی طرف کیا گیا ہے

کہ اس ذریعہ سے خدا تعالےٰ روزہ دار کا محافظ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اتقاء کے معنے ہیں ڈھال بنانا۔ وقایہ بنانا۔ نجات کا ذریعہ بنانا پس اس آیت کے معنے یہ ہوئے کہ تم پر روزے رکھنے اس لئے فرض کئے گئے ہیں تاکہ تم خدا تعالےٰ کو اپنی ڈھال بنالو اور ہر شر اور گناہ سے محفوظ رہو۔ ضعف سے محفوظ رہو ضعف دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ انسان کو کوئی شر پہنچ جائے۔ اور دوسرے یہ کہ کوئی نیکی اس کے ہاتھ سے جاتی رہے۔ جیسے کسی کو کوئی مار بیٹھے تو یہ بھی ایک شر ہے۔ اور یہ بھی شر ہے کہ کسی کے ماں باپ اس سے ناراض ہو جائیں حالانکہ اگر کسی کے والدین ناراض ہو کر اس کے گھر سے نکل جائیں تو بظاہر اس کا کوئی نقصان نظر نہیں آتا بلکہ ان کے کھانے کا خرچ بھی بچ سکتا ہے۔ لیکن

ماں باپ کی رضامندی

ایک خیر اور برکت ہے اور جب وہ ناراض ہو جائیں تو انسان اس خیر سے محروم ہو جاتا ہے۔ اتقاء ان دونوں باتوں پر دلالت کرتا ہے اور متقی وہ ہے جسے ہر قسم کی خیر مل جائے اور وہ ہر قسم کی ذلت اور شر سے محفوظ رہے

اس سے آگے پھر شر کا دائرہ بھی ہر کام کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے مثلاً اگر کوئی شخص گاڑی میں سفر کر رہا ہے تو اس کا شر سے محفوظ رہنا یہی ہے کہ اسے کوئی حادثہ پیش نہ آئے اور وہ بحفاظت منزلِ مقصود پر پہنچ جائے۔ اسی طرح روزے کے سلسلہ میں ایسے ہی خیر و شر مراد ہو سکتے ہیں جن کا روزے سے تعلق ہو

روزہ ایک دینی مسئلہ ہے

یا بلحاظ صحتِ انسانی دنیوی اُمور سے بھی کسی حد تک تعلق رکھتا ہے۔ پس لعلکم تتقون کے یہ معنے ہوئے کہ تاکہ تم دینی اور دنیوی شرور سے محفوظ رہو۔ دینی خیر و برکت تمہارے ہاتھ سے نہ جاتی رہے یا تمہاری صحت کو نقصان نہ پہنچ جائے۔ کیونکہ بعض دفعہ روزے کئی قسم کے امراض سے نجات دلانے کا بھی موجب ہو جاتے ہیں آجکل کی

تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے

کہ بڑھاپا یا ضعف آتے ہی اس وجہ سے ہیں کہ انسان کے جسم میں زائد مواد جمع ہو جاتے ہیں اور ان سے بیماری یا موت پیدا ہوتی ہے۔ بعض نادان تو اس خیال میں اس حد تک ترقی کر گئے ہیں کہ کہتے ہیں جس دن ہم زائد مواد کو فنا کرنے میں کامیاب ہو گئے اس دن موت بھی دنیا سے اُٹھ جائے گی۔ یہ خیال اگرچہ احمقانہ ہے تاہم اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تھکان اور کمزوری وغیرہ جسم میں زائد مواد جمع ہونے ہی سے پیدا ہوتی ہے۔ اور روزہ اس کے لئے بہت مفید ہے

میں نے خود دیکھا ہے

کہ صحت کی حالت میں جب روزے رکھے جائیں تو دورانِ رمضان میں بے شک کچھ کوفت محسوس ہوتی ہے مگر رمضان کے بعد جسم میں ایک نئی قوت اور تر و تازگی کا احساس ہونے لگتا ہے یہ فائدہ تو صحت جسمانی کے لحاظ سے ہے مگر روحانی لحاظ سے اس کا یہ فائدہ ہے کہ جو لوگ روزے رکھتے ہیں خدا تعالےٰ ان کی حفاظت کا وعدہ کرتا ہے اسی لئے روزوں کے ذکر کے بعد خدا تعالےٰ نے دعاؤں کی قبولیت کا ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ میں اپنے بندوں کے قریب ہوں اور ان کی دعاؤں کو سنتا ہوں۔ پس روزے خدا تعالےٰ کے فضل کو جذب کرنے والی چیز ہیں۔ اور

روزے رکھنے والا

خدا تعالےٰ کو اپنی ڈھال بنا لیتا ہے جو اسے ہر قسم کے دکھوں اور شرور سے محفوظ رکھتا ہے۔

پھر روزوں کے ذریعہ دکھوں سے انسان اس طرح بھی بچتا ہے کہ (الف) جب وہ اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کے لئے تکلیف میں ڈالتا ہے تو خدا تعالےٰ اسکے گناہوں کی سزا سے اُسے بچا لیتا ہے (ب) جب وہ فاقے رہ کر بھوک کی تکلیف کو محسوس کرتا ہے تو اپنے غریب بھائیوں کی خبرگیری کرتا ہے اور ان کو ہلاکت سے بچاتا خود اسے بھی ہلاکت سے بچا لیتا ہے کیونکہ بعض افراد قوم کے نہ بچنے سے آخر ساری قوم کو نقصان پہنچتا ہے یہی وجہ ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان کے دنوں میں بہت کثرت سے صدقہ و خیرات کیا کرتے تھے۔ احادیث میں آتا ہے کہ رمضان کے دنوں میں آپ تیز چلنے والی آندھی کی طرح صدقہ کیا کرتے تھے اور درحقیقت

یہ قومی ترقی کا ایک بہت بڑا گُر ہے

کہ انسان اپنی چیزوں سے دوسروں کو فائدہ پہنچائے۔ تمام قسم کی تباہیاں اسی وقت آتی ہیں جب کسی قوم کے افراد میں یہ احساس پیدا ہو جائے کہ ان کی چیزیں انہی کی ہیں دوسروں کا ان میں کوئی حق نہیں اور ان سے فائدہ اُٹھانے کا حق انہی کو ہے جن کو وہ چیزیں ملی گئی ہیں۔ دنیا کے نظام کی بنیاد اس اصل پر ہے کہ میری چیز دوسرا استعمال کرے۔ اور رمضان اس کی عادت ڈالتا ہے۔ روپیہ ہمارا ہے۔ کھانے پینے کی چیزیں ہماری ہیں۔ مگر حکم یہ ہے کہ دوسروں کو ان سے فائدہ پہنچاؤ اور کھلاؤ۔ کیونکہ اس سے دنیا کے تمدن کی بنیاد قائم ہوتی ہے۔

پھر روزوں کے ذریعہ انسان ہلاکت سے اس طرح بھی محفوظ رہتا ہے کہ روزے انسان کے اندر

مشقت برداشت کرنے کا مادہ

پیدا کرتے ہیں اور جو لوگ ہر قسم کی مشقت برداشت کرنے کے عادی ہوں وہ مشکلات کے آنے پر ہمت نہیں ہارتے۔ بلکہ دلیری سے اُن کا مقابلہ کرتے اور کامیابی حاصل کرتے ہیں۔ دنیوی گورنمنٹوں میں بھی ایک ریزرو فوج ہوتی ہے۔ جو کہ سال میں ایک یا دو مہینے کام کرتی ہے۔ اور جنگ کا موقع آتا ہے تو چونکہ اس کو مشق کرائی ہوئی ہوتی ہے اس لئے فوراً اسے بلوا لیا جاتا ہے۔ چونکہ عام طور پر تمام مسلمان بارہ مہینے روزے نہیں رکھتے اور نہ ہی تہجد پڑھتے ہیں۔ اس لئے رمضان میں خصوصیت کے ساتھ ہدایت فرما دی کہ تمام مسلمان اس ایک ماہ میں روزوں کی مشق کریں۔ جس طرح وہ فوج جو مشق کرتی رہتی ہے۔ دشمن کی فوج سے شکست نہیں کھاتی اسی طرح جس قوم کے لوگ متقی اور نیک ہو سکتے ہیں اور جو خدا تعالےٰ کے لئے ہر ایک چیز کو چھوڑنے والے ہوتے ہیں۔ شیطان کی جرأت نہیں ہوتی کہ ان کو دکھ دے سکے۔

یہی وجہ ہے کہ جب تک تمام مسلمان سپاہی تھے شیطان نے اُن پر کوئی حملہ نہیں کیا۔ لیکن جب خالی خالی رہ گئے تو اس وقت اُن پر حملہ کیا گیا۔ اور شیطان نے اُن کے دل میں طرح طرح کے وسوسے ڈال کر اُن کو تباہ کر دیا۔

پس روزے قوم میں

قربانی کی عادت

پیدا کرنے کا موجب ہوتے ہیں۔ دین کی خدمت کے لئے بالعموم مومنوں کو گھروں سے باہر نکلنا پڑتا ہے اور تبلیغی جہاد میں کھانے پینے کی تکالیف کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔ غرباء کو تو ایسی تکالیف برداشت کرنے کی عادت ہوتی ہے۔ مگر امراء کو اس کی عادت نہیں ہوتی۔ پس روزوں کے ذریعہ اُن کو بھی بھوک اور پیاس کی برداشت کی مشق کرائی جاتی ہے۔ تاکہ جس دن خدا تعالےٰ کی طرف سے آواز آئے کہ اے مسلمانو! آؤ اور خدا تعالےٰ کی راہ میں جہاد کرو تو وہ سب اکٹھے اُٹھ کھڑے ہوں اور خدا تعالےٰ کی راہ میں بغیر کسی قسم کا بوجھ محسوس کئے اپنے آپ کو پیش کر دیں

پس روزوں کا یہ ایک بہت بڑا فائدہ ہے اس کے ذریعہ انسان کو

نیکی کے لئے مشقت برداشت کرنے کی عادت

پیدا ہو جاتی ہے۔ انسان دنیا میں کئی قسم کے کام کرتا ہے۔ وہ محنتیں کرتا ہے وہ آوارگی بھی کرتا ہے وہ اِدھر اُدھر بھی پھرتا ہے۔ وہ گپیں بھی ہانکتا ہے۔ بالکل فارغ تو انسانی دماغ رہتا ہے نہ اس کا جسم۔ کچھ نہ کچھ کام انسان ضرور کرتا رہتا ہے۔ مگر بعض کام لغو ہوتے ہیں بعض مضر اور بعض مفید اور بعض بہت ہی اچھے لیکن رمضان انسان کو ایسے کام کی عادت ڈالتا ہے جس کے نتیجہ میں اسے نیک کاموں میں مشقت برداشت کرنے کی عادت ہو جاتی ہے۔ انسانی زندگی کی راحت اور آرام کی چیزیں کیا ہوتی ہیں یہی کھانا پینا سونا اور جنسی تعلقات

تمدن کا اعلیٰ نمونہ

جنسی تعلقات ہیں۔ جن میں دوستوں سے ملنا اور عزیزوں سے تعلقات رکھنا بھی شامل ہے۔ مگر جنسی تعلقات میں سب سے زیادہ قریبی تعلق میاں بیوی کا ہے۔ پس انسانی آرام انہی چند باتوں میں منحصر ہے کہ وہ کھاتا ہے وہ پیتا ہے وہ سوتا ہے اور وہ جنسی تعلقات قائم رکھتا ہے کسی صوفی نے کہا ہے کہ تصوف کی جان کم بولنا، کم کھانا اور کم سونا ہے۔ اور دراصل اس تصوف کی ساری جان کا نچوڑ اپنے اندر رکھتا ہے۔ کم سونا آپ ہی اس میں آ جاتا ہے۔ کیونکہ رات کو [illegible] کے لئے اُٹھنا پڑتا ہے۔ [illegible]

کھانا بھی ظاہر بات ہے کیونکہ سارا دن فاقہ کرنا پڑتا ہے اور جنسی تعلقات کی کمی بھی ظاہر ہے۔ پھر کم بولنا بھی رمضان میں آجاتا ہے اس لئے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا۔ روزہ یہ نہیں کہ انسان اپنا منہ کھانے پینے سے بند رکھے بلکہ روزہ یہ ہے کہ تو لغو باتیں بھی نہ کرے۔ پس روزہ دار کے لئے بے ہودہ بحث اس سے بیہودہ جھگڑے سے بچنا اور اسی طرح کی اور لغو باتوں سے پرہیز کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اس طرح کم بولنا بھی رمضان میں آگیا۔ گویا کم کھانا۔ کم بولنا۔ کم سونا اور جنسی تعلقات کم کرنا۔ یہ چاروں باتیں رمضان میں آگئیں۔ اور

یہ چاروں چیزیں نہایت ہی اہم ہیں

اور انسانی زندگی کا ان سے گہرا تعلق ہے۔ پس جب ایک روزہ دار ان چاروں آرام و آسائش کے سامانوں میں کمی کرتا ہے تو اس میں مشقت برداشت کرنے کی عادت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ زندگی کے ہر دور میں مشکلات کا مردانہ وار مقابلہ کرتا ہوا کامیابی حاصل کرتا ہے۔

پھر لعلکم تتقون میں

ایک اور فائدہ

یہ بتایا کہ روزہ رکھنے والا برائیوں اور بدیوں سے بچ جاتا ہے اور یہ غرض اس طرح پوری ہوتی ہے کہ دنیا سے انقطاع کی وجہ سے انسان کی روحانی نظر تیز ہو جاتی ہے اور وہ اُن عیوب کو دیکھ لیتا ہے جو اُسے پہلے نظر نہ آتے تھے۔ اسی طرح گناہوں سے انسان اس طرح بھی بچ جاتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے روزہ اس چیز کا نام نہیں کہ کوئی اپنا منہ بند رکھے اور سارا دن نہ کچھ کھائے اور نہ پیئے بلکہ روزہ یہ ہے کہ منہ کو کھانے پینے سے ہی نہ روکا جائے بلکہ اُسے ہر روحانی نقصان دہ اور ضرر رساں چیز سے بھی بچایا جائے۔ نہ جھوٹ بولا جائے۔ نہ گالیاں دی جائیں۔ نہ غیبت کی جائے۔ نہ جھگڑا کیا جائے۔ اب دیکھو زبان پر قابو رکھنے کا حکم ہمیشہ کے لئے ہے۔ لیکن روزہ دار خاص طور

اپنی زبان پر قابو

رکھتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص ایک مہینہ تک اپنی زبان پر قابو رکھتا ہے تو بیماری باقی گیارہ مہینوں میں بھی اس کے لئے حفاظت کا ایک ذریعہ بن جاتا ہے۔ اور اس طرح روزہ اُسے ہمیشہ کے لئے گناہوں سے بچا لیتا ہے۔

پھر لعلکم تتقون میں روزوں کا ایک اور فائدہ یہ بتایا گیا ہے کہ اس کے نتیجہ میں تقویٰ پر ثبات قدم حاصل ہوتا ہے اور انسان کو روحانیت کے اعلےٰ مدارج حاصل ہوتے ہیں۔ چنانچہ روزوں کے نتیجہ میں صرف امراء ہی اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل نہیں کرتے بلکہ غرباء بھی اپنے اندر

ایک نیا روحانی انقلاب

محسوس کرتے ہیں اور وہ بھی اللہ تعالےٰ کے وصال سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ غرباء بیچارے سارا سال تنگی سے گذارہ کرتے ہیں اور انہیں کئی کئی فاقے آتے ہیں مگر عام طور پر وہ اُن کے لئے کسی ثواب کا موجب نہیں ہوتے۔ اللہ تعالےٰ نے رمضان کے ذریعہ انہیں توجہ دلائی ہے کہ وہ ان فاقوں سے بھی ثواب حاصل کر سکتے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کے لئے فاقوں کا اتنا بڑا ثواب ہے کہ حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا الصوم لی و انا اجزی بہ۔ یعنی ساری نیکیوں کے فوائد اور ثواب الگ الگ ہیں۔ لیکن روزہ کی جزاء خود میری ذات ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے ملنے کے بعد انسان کو اور کیا چاہیئے۔ غرض روزوں کے ذریعہ غرباء کو یہ نکتہ بتایا گیا ہے کہ ان تنگیوں پر بھی اگر وہ بے صبر اور ناشکرے نہ ہوں اور حرف شکایت زبان پر نہ لائیں جیسا کہ بعض نادان کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہمیں خدا تعالےٰ نے کیا دیا ہے کہ نمازیں پڑھیں اور روزے رکھیں تو یہی فاقے اُن کے لئے نیکیاں بن جائیں گی اور ان کا بدلہ خود خدا تعالےٰ ہو جائے گا۔ پس اللہ تعالےٰ نے روزوں کو غرباء کے لئے تسکین کا موجب بنایا ہے تاکہ وہ مایوس نہ ہوں اور یہ نہ کہیں کہ ہماری فقر و فاقہ کی زندگی کس کام کی۔ اللہ تعالےٰ نے روزہ میں انہیں یہ گر بتایا ہے کہ اگر وہ اس فقر و فاقہ کی زندگی کو خدا تعالےٰ کی رضاء کے مطابق چلائیں تو بھی انہیں خدا تعالےٰ مل سکتا ہے دنیا میں اس قدر لوگ امیر نہیں جتنے غریب ہیں اور تمام دینی سلسلوں کی ابتداء بھی غرباء سے ہی ہوئی ہے اور انتہاء بھی غرباء پر ہی ہوئی۔ بلکہ قریباً تمام انبیاء بھی غرباء میں سے ہی ہوئے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوئی بڑے آدمی نہ تھے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام بھی ایک غریب آدمی تھے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ایک غریب آدمی تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی کوئی امیر نہ تھے۔ آپ کی جائیداد کی قیمت قادیان کے ترقی کرنے کے باعث بڑھ گئی۔ ورنہ اس کی قیمت خود آپ نے دس ہزار روپیہ لگائی تھی۔ اور اتنی مالیت کی جائیداد سے کونسی بڑی آمد ہو سکتی ہے۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام بھی بڑے آدمی نہ تھے۔ اگرچہ انبیاء کو اللہ تعالےٰ بعد میں بڑا بنا دیتا ہے۔ لیکن یہ سب کچھ بعد میں فضل کے طور پر ہوتا ہے ابتداء میں تمام سلسلوں کے بانی غریب ہی ہوئے امراء اور بادشاہ نہیں ہوئے۔ بے شک درمیانی طبقہ کے لوگوں میں سے بھی بعض دفعہ انبیاء ہو جاتے ہیں۔ لیکن صرف چند ایک ہی ہوئے ہیں۔ جیسے حضرت داؤد علیہ السلام یا حضرت سلیمان علیہ السلام۔ مگر یہ بھی ایسے نہیں ہیں کہ کسی سلسلہ کے بانی ہوں۔ پھر دنیا کی اکثر آبادی غریب ہے۔ سو اللہ تعالےٰ نے اتنی بڑی کثرت کی دلجوئی رمضان کے ذریعہ کی ہے اور بتایا ہے کہ یہ مت سمجھو کہ فاقہ کش کو خدا تعالےٰ نہیں مل سکتا۔ اگر ایسا ہوتا تو رمضان کے نتیجہ میں کیوں ملتا۔ پس وہ غرباء جو سمجھتے ہیں کہ ان کی عمر رائیگاں گئی۔ اللہ تعالےٰ نے انہیں رمضان کے ذریعہ بتایا ہے کہ وہ انہی فاقوں میں سے گذر کر اللہ تعالےٰ کے بڑے بڑے فیوض حاصل کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ فاقہ میں بھی وہ اللہ تعالےٰ کو نہ بھولیں اور اس کے متعلق اپنی زبان پر کوئی حرف شکایت نہ لائیں۔ اس کے مقابل میں روزہ امیر لوگوں کے لئے تقویٰ کے حصول کا ذریعہ اس طرح ہوتا ہے کہ جب ایک انسان جس کے پاس کھانے پینے کے تمام سامان موجود ہوتے ہیں۔ ممکن

اللہ تعالےٰ کی رضاء

کے لئے اپنے آپ کو فاقہ میں ڈالتا ہے اور خدا تعالےٰ کو خوش کرنے کے لئے کچھ نہیں کھاتا اور جو حلال چیزیں خدا تعالےٰ نے اُسے دی ہیں انہیں بھی استعمال نہیں کرتا۔ اس کے گھر میں گھی۔ گوشت چاول وغیرہ کھانے کی تمام ضروریات موجود ہوتی ہیں۔ مگر وہ خدا تعالےٰ کے لئے انہیں ترک کر دیتا ہے تو اس کے دل میں خود بخود یہ جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ جب میں نے حلال چیزوں کو بھی خدا تعالےٰ کی رضاء کے لئے چھوڑ دیا ہے تو میں ان چیزوں کی کیوں خواہش کروں۔ جنہیں خدا تعالےٰ نے حرام قرار دیا ہوا ہے۔ اسی طرح اس کے اندر

ضبطِ نفس کی قوت

پیدا ہوتی ہے اور تقویٰ اس کے قدم کو نیکیوں کے میدان میں بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ (باقی)

(الفضل ۲/۹۲ ے)

صدقۃ الفطر اور عید فنڈ

صدقۃ الفطر صدقۃ الفطر بظاہر ایک چھوٹا سا اور معمولی حکم معلوم ہوتا ہے مگر بعض احکام جو دیکھنے میں معمولی ہوتے ہیں۔ حقیقت میں وہ بڑے اہم اور ضروری ہوتے ہیں۔ ان کا بجا لانا خدا تعالےٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا باعث اور نہ بجا لانا خدا تعالےٰ کی ناراضگی کا باعث ہو سکتا ہے۔ اس قسم کے اسلامی احکام میں سے جو حقوق العباد سے متعلق ہیں ایک حکم صدقۃ الفطر کا بھی ہے۔ جو تمام مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں پر خواہ وہ کسی حیثیت کے ہوں فرض ہے جو شخص اس فرض کو ادا نہ کر سکتا ہو اس کی طرف سے اس کے سرپرست یا مزکی کے لئے ضروری ہے کہ وہ ادا کرے۔ اس کی مقدار اسلام نے ہر ذی استطاعت شخص کے لئے ایک صاع غلہ اور جو طاقت نہ رکھتا ہو نصف صاع غلہ مقرر کی ہے۔ صاع ایک عربی پیمانہ ہے جو پونے تین سیر کے قریب ہوتا ہے۔ سالم صاع کا ادا کرنا افضل اور اولیٰ ہے۔

چونکہ آج کل فطرانہ عام طور پر نقدی کی صورت میں ادا کیا جاتا ہے۔ اس لئے جماعتیں مقامی نرخ کے مطابق فطرانہ کی شرح مقرر کر سکتی ہیں۔ اس کی ادائیگی رمضان میں ہی کی جانی چاہیئے۔ تاکہ مستحق ناداروں کی امداد عید سے قبل ہو جائے۔ اور وہ عید پر اس سے فائدہ اُٹھا سکیں

یہ رقم مقامی غرباء اور مساکین پر بھی خرچ کی جا سکتی ہے۔ اگر کوئی مقامی آدمی ایسا نہ ہو تو کل جمع شدہ رقم مرکز میں بھجوا دینی چاہیئے یا مقامی مستحقین سے رقم بچ جائے تو وہ بھی مرکز میں بھجوا دی جائے۔ قادیان میں غلہ کے نرخ کے لحاظ سے صدقۃ الفطر کی شرح ایک روپیہ مقرر کی گئی ہے۔

عید فنڈ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے ہر کمانے والے فرد کے لئے ایک روپیہ فی کس کی شرح سے عید فنڈ قائم ہے۔ اس لئے احباب اس مد میں بھی زیادہ سے زیادہ چندہ ادا کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔ اس مد میں وصول ہونے والی ساری رقم مرکز میں آنی چاہیئے۔ ناظر بیت المال قادیان

درخواست دعا۔ خاکسار اپنے حالات کی وجہ سے سخت پریشان اور متفکر ہے تمام بزرگوں و دوستوں کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔ نیز میری بھانجی راشدہ بیگم امسال ربوہ میں میٹرک کا امتحان دے رہی ہے اس کی نمایاں کامیابی کیلئے بھی دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ اُسے بھی دین و دنیا کی ترقیات سے ہمکنار کرے۔ آمین۔

حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی یاد میں

آہ! صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ

از مکرم سید محمد احمد صاحب سابق پراونشل امیر صوبہ اڑیسہ

حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ سانحۂ ارتحال کے بعد ہر روز بلا مبالغہ دو تین بار یاد آجاتے ہیں اور آپ کا مبارک چہرہ آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔ دل حزن و ملال سے بھر جاتا ہے۔ کبھی کبھی آنکھیں بھی پُرنم ہو جاتی ہیں۔ یاد کی یہ کیفیت آپ کی زندگی میں نہ تھی۔ یعنی زندگی میں آپ بہت کم یاد آتے تھے۔

سونے سے پہلے جن بزرگوں کے لئے نام بنام صحت و سلامتی کی دعائیں کرتا تھا اب ان بزرگ ہستیوں میں سے ایک کڑی حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد رضی اللہ عنہ کی ٹوٹ گئی ہے۔ وہاں پہنچ کر مغفرت و بلندیٔ درجات کی دعا اور باقیوں کے لئے صحت و سلامتی کی دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بلند درجہ عطا فرمائے۔ آمین۔

جس زمانے میں مَیں مدرسہ احمدیہ قادیان میں تعلیم پاتا تھا اس وقت حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف کبھی کبھی ہمارے بورڈنگ میں تشریف لے آتے اور ہماری میلی کچیلی تنگ چارپائیوں پر اور کبھی ہمارے میلے کچیلے بستروں پر بلا تکلف بیٹھ جاتے اور بیٹھے رہتے گویا گھر میں وہ اسی طرح کی چارپائیوں پر بیٹھنے اُٹھنے کے عادی ہیں۔ باوجود صاف ستھرے ہونے اور نفاست پسند ہونے کے آپ کی کسی حرکت سے نفرت کا شائبہ تک معلوم نہ ہوتا تھا۔

کبھی کبھی بورڈران کے ساتھ بلا تکلف کلائی پکڑنے کی زور آزمائی فرمایا کرتے۔ اس میں بھی ایسے اخلاق کا مظاہرہ فرماتے کہ آپ کی محبت دل میں زیادہ سے زیادہ بیٹھتی جاتی تھی۔ تمام بورڈران سے بڑا مولوی سید ابوالحسن صاحب کی گرفت کو زیادہ مضبوط سمجھتے تھے۔ اور اکثر انہی کے ساتھ کلائی پکڑنے کی زور آزمائی کرتے رہتے۔

جب تک میں قادیان میں رہا مجھے یاد نہیں کہ کبھی کسی دن آپ کے ہاتھ میں کوئی کتاب یا پڑھنے لکھنے کے سامان دیکھے ہوں یا آپ کی تعلیم کے بارے میں کچھ سنا ہو سو آپ تعلیم و تعلم سے بالکل الگ تھلگ معلوم ہوتے تھے۔ آپ کا یہ طریق مجھے کچھ اوپرا سا معلوم ہوتا تھا۔ پھر یہ خیال کرکے کہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دامن چھوڑ کر کہاں سے کہاں پہنچ جاتے ہیں یہ تو آپ کی اولاد اور مبشر اولاد میں سے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں بڑا درجہ ضرور عطا فرمائے گا۔ انشاء اللہ

زمانہ گذرتا گیا۔ میں قادیان سے بہار سو کر چلا آیا۔ اس کے بعد تقسیم ہند کا معاملہ پیش آیا۔ کچھ لوگ بھارت میں رہے اور کچھ پاکستان چلے گئے۔

میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب اخبار الفضل سے میں نے یہ معلوم کیا کہ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب حدیث بخاری شریف کا درس دے رہے ہیں۔ ربوہ جو بڑے بڑے عالموں کا مخزن اور منبع ہے وہاں علوم ظاہری و باطنی کے بڑے بڑے عالم بنتے اور ٹریننگ پاکر ساری دنیا کے مقابلہ کے لئے نکلتے ہیں ایسے مقام میں درس دینا کسی معمولی علم والے کا کام نہیں ہو سکتا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ حدیث کے درس میں قرآن مجید اور دیگر ظاہری علوم تاریخ فلسفہ حکمت وغیرہ علوم سے ماہر ہونا ضروری ہے۔ آپ کا درس دینا بتاتا ہے کہ آپ کو ظاہری و باطنی علوم میں بھی کافی عبور حاصل تھا۔ کب پڑھا؟ کہاں پڑھا؟ کس سے پڑھا کہاں سے اتنے علوم کا ذخیرہ جمع کر لیا خدا ہی جانتا ہے۔[1]

ہمارے مدرسہ کے پرنسپل حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ مطول حیاتہ ہوا کرتے تھے۔ ایک دفعہ بوجہ علالت چند دنوں تک مدرسہ میں تشریف نہ لا سکے ان کی جگہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب مرحوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لاتے رہے اتفاق سے اسی زمانے میں دو تین مدرسوں نے بھی مدرسہ سے بوجہ علالت چھٹی لے لی جماعتیں اکثر خالی رہنے لگیں۔ ایک دن جبکہ ہماری جماعت میں کوئی استاد نہ تھے اور جماعت چہارم میں بھی کوئی استاد نہ تھے۔ آپ ہماری جماعت میں تشریف لائے اور اس ناچیز کو حکم دیا کہ جماعت چہارم میں جاکر پڑھا ئے۔ حکم دے کر آپ دفتر چلے گئے۔ جماعت چہارم میں اس وقت قرآن مجید پڑھنے کا پیریڈ تھا۔ یہ ناچیز جماعت چہارم میں قرآن مجید کا سبق پڑھا کر پیریڈ کے ختم ہونے پر اپنی جماعت میں واپس آیا۔ بفضلہ تعالیٰ طلباء نے بھی میری پڑھائی پر خوشی کا اظہار کیا اور میں بھی دل میں بڑا ہی خوش ہوا کہ حضرت میاں صاحب نے اتنے بچوں میں سے اس ناچیز کو اس خدمت کے لئے پسند فرمایا اور یہ کہ خدا نے اس خدمت کو اچھی طرح انجام دینے کی توفیق عطا فرمائی۔

آپ کی بلند اخلاقی کا ایک واقعہ یاد آگیا وہ یہ کہ ایک دفعہ قادیان سے چند میل کے فاصلہ پر کسی بڑے پادری کے ساتھ ہماری جماعت کے چوٹی کے علماء میں سے شاید حضرت میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا حضرت حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مناظرہ قرار پایا تھا۔ مدرسہ احمدیہ اور مدرسہ تعلیم الاسلام کے طلباء کو مناظرہ کی کارروائی سننے کی اجازت دے دی گئی تھی۔ ہم تمام وہاں جا پہنچے اور تعلیم الاسلام ہائی سکول کے طالب علم میرے عزیز بھائی میاں فرزان الدین احمد مرحوم بھی مناظرہ دیکھنے کے شوق میں وہاں جا پہنچے۔ وہ چونکہ ایک عرصہ درد گردہ کے مرض میں مبتلا رہتے تھے مارے شوق کے مناظرہ دیکھنے چلے تو گئے مگر واپسی کے وقت عزیز موصوف کا یہ حال ہو گیا کہ ایک قدم اُٹھانا اُن کے لئے دوبھر ہو گیا۔ ہم تمام اس کی وجہ سے بڑی مصیبت میں پھنس گئے۔ گاڑی [illegible] کا انتظام ہو نہیں سکتا تھا۔ [illegible] اب کریں تو کیا کریں۔ ناگہاں سامنے سے ہی حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے پر سوار آ پہنچے اور انہوں نے صورت حال دیکھتے ہی عزیز موصوف کو اپنے گھوڑے پر سوار کر لیا۔ اور سامنے بٹھا کر انہیں دونوں ہاتھوں کے اندر لے کر بورڈنگ ہائی سکول تک پہنچا دیا۔ اللھم اغفرلہ

---

[1] بلاشبہ۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی نے بھی اپنے ایک نوٹ میں جو ۲۵ جنوری میں شائع ہو چکا ہے۔ اسی امر کا اظہار خیال فرمایا ہے۔ حضرت سیدہ موصوفہ تحریر فرماتی ہیں:۔
"انہوں نے ظاہری تعلیم بہت التزام سے یا کالجوں وغیرہ میں حاصل نہیں کی تھی مگر حضرت سیدنا بڑے بھائی صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی) کی طرح ان پر بھی خدا تعالیٰ کا خاص فضل اس صورت میں نازل ہوا تھا کہ ان کا علم وسیع تھا جو بہت محسوس تھا جو کچھ میں نہیں آتا تھا کہ کس وقت پڑھا اور کہاں پڑھا؟ مگر علم میں ... سے بھرپور معمور تھا۔ عربی ایسی اعلیٰ پڑھاتے تھے کہ چند دن میں پڑھنے والے کو کہیں کا کہیں پہنچا دیتے۔"

وارحمہ وادخلہ فی جنتک النعیم
برحمتک یا ارحم الراحمین۔ آمین
خاکسار سید محمد احمد
سابق پراونشل امیر اڑیسہ

ھل جزاء الاحسان الا الاحسان

از مکرم احتجاج علی صاحب زبیری جہلم

۱۹۲۶ء کے اختتام پر میری پوسٹنگ انبالہ کینٹ میں بطور منیجر باٹا شو شاپ ہوئی۔ اس وقت میری عمر مشکل سے ۱۳-۱۴ سال کی ہو گی۔ باٹا کی دوکان جس کا میں منیجر تھا بڑے پیمانے کی تھی۔ انبالہ میں مجھے محترم خلیفہ صلاح الدین صاحب ملے جو میرے پہلے سے واقف تھے۔ خلیفہ صلاح الدین صاحب مجھے حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اللہ تعالیٰ ان پر اپنی بے شمار رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے اور انہیں جنت میں بہترین جگہ اور انعامات عطا فرمائے) کے پاس لے گئے۔ حضرت میاں صاحب یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے کہ چھوٹی سی عمر میں میں نے اچھا خاصہ کام سنبھالا ہوا ہے۔

حضرت میاں صاحب مرحوم و مغفور اس وقت احمدیہ ٹیریٹوریل رجمنٹ کے کیپٹن تھے۔ اور محض اس جذبہ کے تحت کہ احمدی ترقی کریں اور انہیں تجارت کا شوق ہو آپ میری دکان پر شام کو ہر دوسرے تیسرے روز آ جایا کرتے تھے اور مجھے محنت کے ساتھ کام کرتے دیکھ کر بہت خوش ہوتے ایک روز میں سٹیٹمنٹ بنا رہا تھا کہ حضرت میاں صاحب نے پوچھا کہ یہ کیسے بنتا ہے۔ میں نے بتایا کہ جس قدر زیادہ جوتے فروخت ہوں اسی قدر کمپنی خوش ہوتی ہے اگر ایک جوتا ایک سو روپیہ کا فروخت ہو تو کمپنی خوش نہیں ہوتی۔ لیکن اگر ایک ایک روپے کے سو جوتے فروخت ہوں تو ہمارا ریکارڈ اچھا ہوتا ہے۔ حضرت میاں صاحب خاموشی سے سنتے رہے۔ اور چلتے وقت فرمایا۔ کل صبح تم میرے کیمپ میں آنا۔ دوسرے روز صبح میں حضرت میاں صاحب کے کیمپ میں پہونچ گیا۔ وہاں محترم خلیفہ صلاح الدین صاحب اور صاحبزادہ مرزا داؤد احمد صاحب جو اس وقت میاں صاحب کے پاس ہی رہتے تھے۔ موجود تھے حضرت میاں صاحب مرحوم و مغفور نے [illegible] سپاہیوں کو فالن کروا دیا اور مجھے حکم دیا کہ سب کے پیروں کا ناپ لے لو۔ [illegible] بوٹوں کا آرڈر [illegible] فوراً فرداً میری دکان پر آیا کرتے اور [illegible] سیل چند ماہ میں اتنی بڑھ [illegible] مجھے مبارکباد کا تار دیا۔ اور میرا فوٹو [illegible] میں شائع ہوا۔

اس زمانہ میں چیکوسلواکیہ کے جوتے بہت خوبصورت آیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کمپنی نے آرڈر دیا کہ شملہ کی دوکان کا اسٹاک جو بہت زیادہ فروخت نہیں ہو رہا تھا انبالہ کی دکان پر منتقل کر دیا جائے۔ کیونکہ وہاں کا منیجر بہت ہوشیار ہے۔ چنانچہ وہ سارا اسٹاک میرے پاس آ گیا۔

حضرت میاں صاحب مرحوم و مغفور ہر شام کو میری دوکان پر تشریف لاتے میں خوبصورت جوتے شوکیس میں لگوا رہا تھا کہ حضرت میاں صاحب نے فرمایا

یہ نیا اسٹاک آیا ہے؟

میں نے مایوسی کے لہجہ میں جواب دیا کہ کمپنی نے یہ اسٹاک شملہ کی دوکان سے انبالہ اس لئے منتقل کر دیا ہے کہ میں اس کو جلد فروخت کر سکتا ہوں اور اگر یہ فروخت نہ ہوا تو میری کرکری ہو جائے گی حضرت میاں صاحب بہت ہنسے اور ان جوتوں میں سے تقریباً ایک درجن بڑھیا جوتے پسند کر کے فرمایا کہ یہ ریلوے سٹیشن پر آج رات کی ٹرین پر پہنچا دیں۔ میں قادیان دارالامان واپس جاؤں گا۔ چنانچہ میں ان کے پسند کردہ جوتے رات کو ٹرین پر دے آیا۔ حضرت میاں صاحب نے مجھے پانچ سو روپیہ کے نوٹ دے کر فرمایا کہ حساب واپس آ کر کروں گا۔ میرے تعجب کی کوئی انتہا نہ رہی کیونکہ جو جوتے تم دیکھ رہے ہو تین سو روپے کے تھے۔ میں نے عرض کیا میاں صاحب یہ تو بہت زیادہ رقم ہے آپ نے ہنستے ہوئے فرمایا کہ آخر تمہارا اسٹاک میں نے ہی اب ختم کرنا ہے۔ میں آپ کو گاڑی پر سوار کر کے واپس آ گیا۔ اس کے بعد مرکز کے افسران کا میری دکان پر روزانہ تانتا بندھا رہتا اور جو آتا وہ کہتا کہ کیپٹن شریف احمد صاحب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ہم کو کہا ہے کہ اچھے جوتے آئے ہیں۔ اس طرح دو ہفتہ کے اندر اندر تقریباً ۲۳ ہزار کا اسٹاک ختم ہو گیا۔ جب حضرت میاں صاحب واپس تشریف لائے تو میں نے کہا کہ وہ شملہ کا سٹاک تو سارا ختم ہو گیا۔ مگر ایک اور مرحلہ درپیش ہے۔ آپ نے ہنستے ہوئے فرمایا کہ وہ کیا؟ میں نے عرض کیا کہ یہ کینوس کے پمپ شو آئے ہیں اور سائز چھوٹا ہے اس لئے کوئی لیتا نہیں۔ تقریباً دو ہزار جوتے اگر اسٹاک میں رہ گئے تو میری پوزیشن بہت خراب ہو گی۔ ہم یہی باتیں کر رہے تھے کہ ایک انگریز لڑکی آئی اور لیڈیز شو مانگا چونکہ اسٹاک میں نہ تھا۔ میں نے معذرت کرتے ہوئے انکار کر دیا۔ جب لڑکی جانے لگی تو حضرت میاں صاحب نے اس کو فرمایا کہ کل اس وقت آ کر لے جانا مجھے ہنسی آ گئی میاں صاحب نے فرمایا کہ کیا تم اس لئے ہنس رہے ہو کہ کل جب یہ آئے گی تو جوتا نہ ہو گا۔ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ میاں صاحب نے میرے موچی کو بلایا اور اس کو کہا کہ وہ جوتے جو چھوٹے سائز کے ہیں لے آئے۔ موچی کینوس کے مردانہ پمپ شو لے آیا۔ میاں صاحب نے اس کو ہدایت فرمائی کہ اس پر سیلی کوٹ لگا دے اور ایک سفید فیتہ اسے بھی لگا دے۔ موچی نے فوراً اسی طرح کر دیا۔ اور وہ مردانہ جوتا بہترین اور خوبصورت زنانہ ٹینس شو بن گیا۔ اس مردانہ جوتے کی قیمت اس وقت ۱۲ آنے ہوا کرتی تھی اور زنانہ ٹینس شو کی قیمت ایک روپیہ دو آنے ہوا کرتی تھی۔ میاں صاحب مرحوم و مغفور نے فرمایا کہ یہ جوتا کل اس انگریز لڑکی کو دینا اور ایک روپیہ دو آنے قیمت لے لینا۔ دوسرے روز وہ انگریز لڑکی آئی اور میں نے اس کو وہ جوتا جو حضرت میاں صاحب نے موچی سے اپنی موجودگی میں ہدایت دے کر نئے طریق پر بنوایا تھا دے دیا۔ وہ لڑکی بہت خوش ہوئی اور پھر لڑکیوں کا تانتا میری دکان پر بندھ گیا اور حضرت میاں صاحب کی بتائی ہوئی ترکیب کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ سٹاک ایک ایک دو دو کر کے بھی مجھ سے ہول سیل ریٹ پر وہ جوتے لے گئے۔ حضرت میاں صاحب نے ایک روز مجھ سے پوچھا کہ وہ جو بارہ آنے اور ایک روپیہ دو آنے کا فرق تھا یعنی چھ آنے فی جوڑا وہ تم نے کیا کیا۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے وہ رقم علیحدہ رکھی ہے۔ مگر ابھی تک کمپنی کو نہیں بتایا۔ اور ۱۲ آنے کے حساب سے رقم کمپنی کو روانہ کر دی ہے۔ حضرت میاں صاحب نے فرمایا یہ دیانتداری کے خلاف ہے۔ تم تمام رقم کمپنی کو فوراً روانہ کر دو اور یہ لکھ دو کہ اس طرح وہ پرانا اسٹاک زیادہ قیمت پر فروخت کر دیا گیا ہے۔ میں نے اسی طرح کیا۔ ایک ہفتہ کے اندر اندر ہی مجھے کلکتہ سے ایک بڑا افسر آ گیا اور اس نے پوچھا کہ تم "چیکوسلواکیہ" ٹریننگ پر جانا چاہتے ہو؟ کمپنی تمہارے کام اور خصوصاً تمہاری دیانتداری سے بہت خوش ہے۔ اور اس دفعہ تمام مینیجروں میں اول نمبر تمہارا آیا ہے اور کمپنی نے ایک ہزار روپیہ تم کو انعام دیا ہے جو تمہاری ضمانت میں جمع کر دیا گیا ہے۔

میں حضرت میاں صاحب کے پاس گیا اور تمام قصہ ان کو سنایا۔ آپ بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ کسی احمدی کو جب میں تجارت کرتے دیکھتا ہوں تو میں چاہتا ہوں کہ وہ دیانتداری سے کام کرے۔ ترقی خود بخود ہو گی۔ کیونکہ اسلام نے تجارت کو زیادہ بہتر قرار دیا ہے۔

حضرت میاں صاحب مرحوم و مغفور میری دکان پر اکثر تشریف لایا کرتے علاوہ مجھے بڑی قیمتی نصیحتیں فرمایا کرتے جس کے نتیجہ میں باٹا کمپنی میں میری بہت اچھی شہرت ہو گئی۔ حضرت میاں صاحب کو تجارت بہت پسند تھی۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو شاہی دل و دماغ عطا فرمایا تھا۔ آپ بہت رحیم و حلیم بزرگ تھے

محض اس لئے کہ میں نو عمر احمدی تھا گھر سے دور پردیس میں رہتا تھا۔ حضرت میاں صاحب مجھ پر اس قدر شفقت و مہربانی فرماتے تھے۔

۲۶ر دسمبر کی صبح کو جب حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ نے حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کی خبر سنائی تو میرے رونگٹے رونگٹے سے یہ آواز نکل رہی تھی اے مالک حقیقی تو حضرت میاں صاحب پر اپنی رحمتوں کی بارش برسا اور حضرت میاں صاحب کی اولاد پر بے شمار رحمتیں اور برکتیں فرما اور مرحوم کی اولاد کی اولاد کو اس جہان میں مسیح پاک کی یادگار بنا۔ میں غم سے نڈھال ہو کر رہ گیا اور آخری دفعہ حضرت میاں صاحب کا چہرہ مبارک مقبرہ بہشتی کے میدان میں دیکھا۔ جس پر خدا تعالیٰ کا ایک نور برس رہا تھا۔ وہ نور جو میں نے اس سے قبل کبھی اور کسی چہرے پر نہ دیکھا چند سیکنڈ جبکہ میں آخری بار چہرہ دیکھا تو ۱۹۳۲ء کے وہ تمام واقعات اور حضرت میاں صاحب مرحوم و مغفور کے احسانات اور ان کی محبت و شفقت یاد آنے لگی۔ بمشکل میں نے اپنے آپ پر قابو پایا۔ مگر پھر بھی آنکھوں سے آنسو رک نہ سکے

اللہ تعالیٰ کا مجھ پر کس قدر احسان ہوا کہ اس نے مجھے موقع عطا فرمایا اور میں اس سال جلسہ پر جبکہ کوئی ارادہ نہ تھا چلا گیا۔ اور حضرت میاں صاحب کا چہرہ مبارک بھی دیکھا اور نماز جنازہ میں بھی شریک ہوا۔ یہ جلسہ غم و الم میں گذرا۔ جب تک ربوہ قیام رہا حضرت میاں صاحب مرحوم و مغفور کے احسانات محبت اور شفقت میرے دل و دماغ میں گھومتے رہے دل چاہا کہ تنہائی میں جا کر چیخیں مار مار کر روؤں۔ مگر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ کی وہ نصیحت یاد آ گئی جو جلسہ میں آپ نے فرمائی کہ صبر کرو۔

خدا تعالیٰ کی جناب میں دعا ہے کہ مولا کریم حضرت میاں صاحب کو جنت میں بہترین جگہ اور اعلیٰ سے اعلیٰ انعام عطا فرمائے اور مرحوم کی اولاد اور اولاد کی اولاد کو دینی و دنیوی انعام و اکرام سے نوازے۔ اور ان کو اپنی رحمتوں اور برکتوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ (منقول از الفضل ۱۲/۱ ﷺ)

نظامِ نو کی بُنیاد

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:۔

"پس اے دوستو! جنہوں نے وصیت کی ہوئی ہے سمجھ لو کہ آپ لوگوں میں سے جس جس نے اپنی اپنی جگہ وصیت کی ہے اس نے نظام نو کی بنیاد رکھ دی ہے اس نظام نو کی جو اس کی اور اس کے خاندان کی حفاظت کا بنیادی پتھر ہے۔ اور جس جس نے تحریک جدید میں حصہ لیا ہے ...... اس نے وصیت کے نظام کو وسیع کرنے کی بنیاد رکھ دی ہے۔

پس اے دوستو! دنیا کا نیا نظام دین کو مٹا کر بنایا جا رہا ہے تم تحریک جدید اور وصیت کے ذریعہ سے اس سے بہتر نظام دین کو قائم رکھتے ہوئے تیار کرو۔ مگر جلدی کرو کہ دوڑ میں جو آگے نکل جائے وہی جیتتا ہے۔ تم جلد سے جلد وصیت کرو۔ تاکہ جلد سے جلد نظامِ نو کی تعمیر ہو۔ وہ مبارک دن آ جائے جبکہ چاروں طرف اسلام اور احمدیت کا جھنڈا لہرانے لگے۔ اس کے ساتھ ہی میں ان سب دوستوں کو مبارکباد دیتا ہوں جنہیں وصیتیں کرنے کی توفیق حاصل ہوئی اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی جو ابھی تک اس نظام میں شامل نہیں ہوئے توفیق دے کہ وہ بھی اس میں حصہ لے کر دینی برکات سے مالا مال ہو سکیں۔"

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

تبصرہ

دُرِّ عدن

حضرت قاضی محمد یوسف صاحب امیر جماعت احمدیہ آف ہوتی مردان نے جو بیسیوں کتابوں کے مصنف ہیں۔ اور سرحد میں فارسی، پشتو اور اردو میں اشاعت احمدیت میں لاثانی حصہ لینے والے بزرگ ہیں نے اپنے اردو کلام درِ عدن بارہ سلسلہ احمدیہ شائع فرمایا ہے یہ طبع سوم ہے اس سے پہلے فارسی کلام کا مجموعہ نکل چکا ہے۔ یہ دلچسپ و دلآویز پُرجوش نظموں کا مجموعہ ساتھ ساتھ سلسلے کے تاریخی واقعات پر بھی روشنی ڈالتا ہے۔ اس میں ہر قسم کی نظمیں ہیں۔ اور کوئی اڑھائی ہزار اشعار ہوں گے۔ نہایت عمدہ طباعت و کتابت۔ صرف چھ آنے میں حضرت قاضی صاحب محترم سے علاوہ محصول طلب کی جا سکتی ہے۔ (ق ۔ ل)

وادیٔ کشمیر کی جماعتوں کا تبلیغی و تربیتی دورہ

(۴)

از مکرم سید غلام احمد شاہ صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ مقیم ماندوجن

رشی نگر میں آمد

مورخہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۶۱ء کو تبلیغی وفد آسنور سے روانہ ہو کر براستہ اہربل قریباً ۸ بجے شام رشی نگر میں وارد ہؤا۔ رشی نگر کے احباب بڑی شدت سے منتظر تھے۔ چونکہ اہربل ہی کچھ دیر ہو گئی۔ اسلئے رشی نگر پہنچنے تک کافی اندھیرا ہو گیا۔ جماعت رشی نگر نے بعض احباب کو لالٹینیں دے کر وفد کی راہنمائی کے لئے آگے بھیجدیا اور ان احباب کی آمد سے بفضل اللہ بہت سہولت ہو گئی۔

مورخہ ۲۷ اکتوبر کو صبح کی نماز کے بعد ازاں نماز جمعہ کے لئے تیاری کی گئی۔ نماز جمعہ میں شرکت کے لئے رشی نگر کے علاوہ آسنور۔ کوریل۔ بانجی پورہ۔ ماندوجن اور شوپیاں کے دوست بھی آئے ہوئے تھے۔ نماز جمعہ مکرم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے پڑھائی۔ "انبیاء کی جماعتوں کی امتیازی خصوصیات" کے عنوان پر آپ نے خطبہ دیا۔ اور بتایا کہ دراصل انسان کو عمل کی زیادہ ضرورت ہے۔ جب لوگ بدعملی کی طرف زیادہ راغب ہوتے ہیں تو پھر عمل کی طرف توجہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کسی نبی کو بھیج دیتا ہے اسی لئے کسی شاعر نے کہا ہے ؎

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

اسی ضمن میں آپ نے جماعت احمدیہ کی اس خصوصیت کی طرف احباب کو توجہ دلائی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی اہم غرض بھی یہ تھی کہ عمل کو استوار کر کے قوم میں پھر سے زندگی کی روح پھونکی جائے اس لئے ہمیں ہر معاملہ میں ایک نمونہ ہونا چاہیئے تا ہمارے نمونہ سے غیر متاثر ہوں اور سمجھیں کہ یہی وہ جماعت ہے جس میں شامل ہو کر انسان روحانی حیات حاصل کر سکتا ہے۔

مسجد میں مستورات کے لئے بھی پردے کا انتظام تھا اور وہ بھی شریک ہوئی تھیں۔ اسی طرح بعض غیر مسلم احباب بھی مولانا کے لیکچر کو سننے کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔

رشی نگر میں تبلیغی جلسہ

مورخہ ۲۷ اکتوبر کی رات کو مسجد احمدیہ رشی نگر میں ایک تبلیغی جلسے کا انتظام کیا گیا۔ یہ جلسہ مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کرنے کے بعد مکرم مولانا عبدالواحد صاحب فاضل کی زیر صدارت شروع ہؤا۔

تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ سلسلہ نے

مذہب اور عالمی امن

پر تقریباً دو گھنٹہ تک فاضلانہ تقریر فرمائی۔ آپ نے مدلل طور پر بتایا کہ اس وقت عام لوگوں میں جو بے چینی۔ بے اطمینانی اور سکون کا فقدان پایا جاتا ہے اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ انسان نے مذہب کے اصولوں کو فراموش کر دیا ہے۔ لیکن انسان اس وقت تک اطمینان کا سانس نہیں لے سکتا جب تک کہ وہ پھر سے مذہب کے بیان کردہ سدھانتوں اور اصولوں پر گامزن نہیں ہو جاتا۔ آپ نے بہت سے فلاسفروں کے حوالہ جات سے یہ بھی واضح کیا کہ ان فلاسفروں نے مادیت میں ایک عرصہ زندگی گذارنے کے بعد بالآخر یہ فیصلہ کیا کہ یہ مادیت ہمیں دلی تسکین اور حقیقی امن نہیں دے سکتی اور حقیقی امن مذہب ہی سے مل سکتا ہے۔ مذہب جس رنگ میں انسان کو امن اور شانتی دیتا ہے۔ آپ نے بڑی وضاحت سے اس کو بیان فرمایا۔ مثلاً فاضل مقرر نے بتایا کہ مذہب خدا کے ساتھ تعلق پیدا کرنے پر زور دیتا ہے۔ اور یہی تعلق حقیقی امن کا خزانہ ہے۔ پھر آپ نے بتایا کہ مذہب اُخروی زندگی پر یقین دلاتا ہے۔ اور اخروی زندگی پر یقین بہت سے جرائم سے انسان کو روک دیتا ہے۔ اور اس صورت میں بھی انسان امن و امان کی زندگی بسر کرتا ہے۔

پھر آپ نے بتایا کہ ہر مذہب Brotherhood قائم کرتا ہے۔ ایسی برادر ہڈ دنیا کا کوئی قانون قائم نہیں کر سکتا۔

مختصر یہ کہ آپ نے مذہب کو ایک نئے انداز سے حاضرین کے سامنے پیش کیا اور سامعین یہ گہرا اثر لے کر اُٹھے کہ واقعی ہم اسی صورت میں امن کا سانس لے سکتے ہیں جب کہ پورے طور پر مذہب کو اپنائیں اور اس کے اصولوں پر عمل کریں۔

آپ کی تقریر کے بعد صاحب صدر نے اپنی صدارتی تقریر میں مولانا کی تقریر پر ریویو کرتے ہوئے فرمایا کہ واقعی مذہب دنیا میں حقیقی امن کا ضامن ہے۔ اور اسلام نے تو مذہبی مناقشات کا بھی یہ کہہ کر خاتمہ کر دیا ہے۔ کہ متقی وہ ہیں الذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک (جو اس کلام پر ایمان لاتے ہیں جو تجھ پر اُتارا گیا اور اس کلام پر بھی ایمان لاتے ہیں جو تجھ سے پہلے اتارا گیا) جو مذہب اپنی کتاب پر بھی ایمان لانے کا حکم دیتا ہے۔ اور پہلے آنے والی مقدس کتابوں پر بھی ایمان لانے کا ارشاد فرماتا ہے۔ وہ مذہبی مناقشات پر یقیناً تبر رکھتا ہے۔ اس ضمن میں آپ نے ہندو مسلم اتحاد کے اس سنہری اصل کو بیان فرمایا جسے ۱۹۰۸ء میں اس زمانہ کے اوتار سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیش فرمایا تھا۔ اور حضور کے لیکچر پیغام صلح کے بعض اقتباسات پڑھ کر سنائے۔

آخر میں آپ نے مولانا صاحب کے دورہ پر مسرت کا اظہار کیا اور احباب کو ان تقاریر سے استفادہ کی طرف توجہ دلائی۔

بعد دعا جو مکرم مولانا بشیر احمد صاحب نے کرائی جلسہ کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔ یہ جلسہ اگرچہ ایسے ایام میں منعقد ہؤا۔ جبکہ زمیندار طبقہ بے حد معروف تھا۔ تاہم دور دور سے احباب نے اپنے کام چھوڑ کر جلسہ میں شرکت کی۔ جزاہم اللہ احسن۔ کئی ایک غیر مسلم احباب بھی شریک جلسہ ہوئے۔

مورخہ ۲۸ اکتوبر ۶۱ء کو نماز فجر کے بعد مولانا صاحب نے قرآن مجید کا درس دیا۔ درس کے بعد پھر جماعت کے باقیماندہ حسابات کا تحملہ کر کے شوپیاں۔ مانلو کے لئے تیاری کی گئی۔ احباب جماعت نے وفد کے لئے گھوڑوں کی سواری کا انتظام کیا۔ احباب گاؤں سے باہر دور تک وفد کو الوداع کرنے کے لئے آئے۔ اور دعاؤں کے ساتھ الوداع کہا۔ قریب ۲ بجے وفد شوپیاں پہنچا۔ تھوڑی دیر شوپیاں مکرم محمد اسمٰعیل صاحب ٹیلر ماسٹر کی دوکان پر آرام کرنے کے بعد ماسٹر غلام محمد خاں صاحب نائب امیر جماعت ہائے احمدیہ کشمیر کے ہمراہ مانلو کے لئے روانگی ہوئی۔ مغرب کے قریب وفد مانلو پہنچا۔

مکرم ماسٹر غلام محمد خاں صاحب کے ہاں رات کو قیام کیا۔ ایک نئے احمدی دوست مکرم عبدالعزیز صاحب اسی طرح مکرم جلال دین صاحب اسسٹنٹ انجینئر ملاقات کے لئے آئے۔ مورخہ ۲۹ اکتوبر بعد نماز فجر مسٹر محمد یٰسین صاحب پا اور غلام محمد خاں صاحب سے ملاقات کی گئی۔ مانلو میں مکرم میر غلام محمد صاحب پراونشل امیر جماعتہائے کشمیر بھی تشریف لے آئے۔ شوپیاں سے ماسٹر محمد اسمٰعیل صاحب اور مولوی احمد اللہ صاحب فاضل بھی تشریف لے آئے۔ ماسٹر محمد یٰسین صاحب اور ماسٹر غلام محمد صاحب کی باہمی رنجش کے ازالہ کی خاطر ۲۹ کو مانلو میں ہی رہنے کا پروگرام تھا۔ لیکن اچانک مطلع ابر آلود ہو گیا۔ اور برف باری شروع ہو گئی اسلئے باہم مشورہ سے یہ فیصلہ ہؤا کہ ایسا نہ ہو برف باری زیادہ ہو جائے اور راستہ بند ہو جائے جملہ معاملات کو ملتوی کر کے شوپیاں چلے جانا چاہیئے۔ چنانچہ برفباری میں ہی اراکین وفد پیدل شوپیاں کے لئے روانہ ہو گئے اور شوپیاں پہنچ کر بذریعہ بس شرت کے لئے روانہ ہوئے۔

پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ شرت کے فرزند اصغر نذیر احمد ڈار کی اسی رات شادی تھی۔ اور پریذیڈنٹ صاحب کی درخواست تھی کہ اگر ممکن ہو تو وفد اس شادی میں شرکت کرے۔ چنانچہ بارش نے یہ موقعہ پیدا کر دیا اور احباب شرت کو یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی کہ اراکین وفد شرت پہنچ گئے ہیں۔ چنانچہ اعلانِ نکاح کے لئے مولانا بشیر احمد صاحب فاضل کی خدمت میں درخواست کی گئی اور آپ دیگر اراکین کے ہمراہ مقامِ اجتماع میں تشریف لے گئے۔ مکرم مولانا عبدالواحد صاحب فاضل بھی وفد کے ہمراہ تھے۔ نکاح کے خطبہ میں کچھ دیر تھی اور احمدی و غیر احمدی دوست کافی تعداد میں جمع تھے اس وقت سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے مولانا عبدالواحد صاحب فاضل نے کشمیری زبان میں تقریر فرمائی۔ آپ نے سورۃ تکویر میں بیان شدہ علامات کی تفصیل بیان کرتے ہوئے بتایا کہ یہ علامات ہمارے اس زمانہ میں پوری ہو چکی ہیں اور جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے یہ علامات پورا ہونے پر مہدی آخر الزمان نے ظاہر ہونا تھا۔ سو جہاں ایک طرف یہ علامات پوری ہو چکی ہیں دوسری طرف میں یہ بھی خوشخبری دیتا ہوں کہ امام الزمان بھی تشریف لا چکے ہیں۔

آپ کی تقریر کے بعد مکرم مولانا بشیر احمد صاحب نے خطبہ نکاح پڑھا۔ جس میں مسنون آیات نکاح کی تلاوت کے بعد آپ نے ان آیات میں بیان کردہ امور کی وضاحت فرمائی۔

مورخہ ۳۰ اکتوبر کو سندبراری جانے کا پروگرام تھا۔ لیکن بارش لگاتار ہو رہی تھی۔ بارش کی وجہ سے مجبوراً سندبراری کا پروگرام ملتوی کرنا پڑا۔ اور اس روز شرت میں ہی قیام کیا گیا۔

مورخہ ۳۱ اکتوبر کو محمد عبداللہ صاحب

آمپتگر نے وفد کو کھانے پر مدعو کیا۔ محمد عبداللہ صاحب ہائر سیکنڈری سکول کولگام میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنے بعض غیر احمدی کلاس فیلوز کو بھی اس موقعہ پر مدعو کیا ہوا تھا۔ چنانچہ طعام کے ساتھ ساتھ ان آمدہ نوجوان دوستوں کے لئے مولانا صاحب نے روحانی دستر خوان بھی بچھا دیا۔ اور احمدیہ جماعت کے عقائد کو بیان کرتے ہوئے اس کی تبلیغی کوششوں کو ان کے سامنے رکھا اور چیلنج کیا کہ کوئی ایسی جماعت پیش کریں جو اس رنگ میں اپنے تن من اور دھن کے ساتھ تبلیغ میں کوشاں ہو۔ نوجوان طالب علم بہت متاثر ہوئے اور انہوں نے لٹریچر بھی حاصل کیا۔ اور وعدہ کیا کہ ہم اس کا مطالعہ کریں گے۔

کھانے سے فارغ ہو کر وفد ہاری پارہ گام جانے کی غرض سے اسلام آباد روانہ ہوا۔ اور خاکسار اور مکرم مولانا عبدالواحد صاحب فاضل مانند وجن و آسنور واپس لوٹ آئے۔ (باقی)

ولادتیں

۱۔ خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مورخہ ۲۳ دسمبر ۱۹۶۱ء کو تیسرا لڑکا عطا فرمایا۔ سیدنا حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے ازراہ کرم نومولود کا نام "نصیر احمد" تجویز فرمایا ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ نومولود کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر اور نیک و خادم دین بننے کے لئے دعا فرماویں۔

(خاکسار محمود احمد عارف درویش قادیان)

۲۔ مورخہ ۲/۶۲ کو مکرم یونس احمد صاحب اسلم کے ہاں لڑکا اور مورخہ ۲/۶۲ کو مکرم شمس العارفین صاحب درویش کے ہاں لڑکی تولد ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے نومولودین کو لمبی عمر عطا فرماوے اور والدین کے لئے قرۃ العین بناوے۔ آمین۔

درخواستہائے دعا

۱۔ میرے والد محترم امسال جلسہ سالانہ ربوہ جاتے ہی نمونیہ ہو جانے کی وجہ سے سخت بیمار ہو گئے بعد میں تکلیف بڑھ گئی اب ایک ماہ سے مسلسل بیمار چلے آتے ہیں رمضان شریف کے مبارک ایام میں احباب کرام والد محترم کی صحت کاملہ و شفاء عاجلہ کے لئے دعا فرما کر ممنون فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے آمین۔ خاکسار نور علی خاں دواخانہ مفرح حیات ۵۵ فلیمنگ روڈ لاہور

۲۔ میری بھانجی قرۃ العین مڈل فائنل کے امتحان میں شامل ہو رہی ہے عزیزہ کی کامیابی کے لئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار حکیم عبدالکریم آسنوری از کلکتہ

۳۔ عزیزم صدیق احمد امینی ایک ماہ سے زائد عرصہ بیمار رہ چھوڑا بیمار رہ کر اب کالج جانے لگا ہے زخم ابھی پورے طور پر درست نہیں ہوا۔ احباب کرام سے عزیز کی صحت کاملہ اور امتحان میں کامیابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار شریف احمد امینی مبلغ مدراس

اسلام کا بنیادی رکن

زکوٰۃ!

رمضان المبارک میں احباب خاص طور پر اس طرف توجہ کریں

زکوٰۃ کی فرضیت

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں قریباً ہر جگہ نماز کے حکم کے ساتھ ادائیگی زکوٰۃ کی تاکید فرمائی ہے۔ ہر مسلمان کے لئے زکوٰۃ دینا بھی ایسا ہی لازم ہے جیسا کہ ادائیگی نماز۔ اگر کوئی شخص اس فریضہ کو ادا نہیں کرتا۔ تو وہ ایسا ہی قابل مواخذہ ہے جیسا کہ تارک الصلوٰۃ

۲۔ زکوٰۃ اسلام کے ارکان میں سے تیسرا رکن ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام کی بنا پانچ ارکان پر ہے۔ اول لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کی شہادت، دوم نماز، سوم ادائیگی زکوٰۃ۔ چہارم رمضان کے روزے رکھنے اور پنجم بیت اللہ کا حج۔ جس شخص پر زکوٰۃ فرض ہو چکی ہو۔ وہ اگر اسے ادا نہیں کرتا تو اس کا دعوےٰ بغیر عمل کے اور زبانی ہے۔

زکوٰۃ کیوں دی جاتی ہے

زکوٰۃ اس لئے دی جاتی ہے تا اللہ تعالیٰ سے سچی محبت پیدا ہو اور حقیقی تعلق بڑھے۔ اس کی رضا جوئی اور محبت میں استقامت حاصل ہو۔ ایثار کا مادہ اور عمل پیدا ہو۔ حرص اور بخل کی بیخکنی ہو۔ یہ صرف روحانی بیماریوں ہی کی دوا نہیں بلکہ ظاہری اور جسمانی تکالیف، مصائب اور پریشانیوں سے بچنے اور نجات پانے کا بھی ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔

زکوٰۃ دینے سے مالوں میں کمی نہیں آتی

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم زکوٰۃ ادا کرنے لگیں تو اس سے ہمارے مالوں کو نقصان پہنچنے کا اور کم ہونے کا اندیشہ ہے یہ محض خیالی وسوسہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

وَمَا آتَيْتُمْ مِنْ زَكَوٰةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ۔

ترجمہ:- جو لوگ محض اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنے کے لئے زکوٰۃ دیتے ہیں وہ لوگ اپنے اموال کو کم نہیں کرتے بلکہ بڑھاتے ہیں۔

یعنی زکوٰۃ دینے سے اموال میں برکت اور اضافہ ہوتا ہے نہ کہ کمی

چندہ الگ ہے اور زکوٰۃ الگ

یہ بھی یاد رہے کہ ایک مسلمان کے ذمہ مالی عبادت صرف زکوٰۃ دینا ہی نہیں بلکہ اور بھی کئی حقوق اللہ تعالیٰ نے اس پر رکھے ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم کی کئی آیات سے ثابت ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو چندہ ہر ایک احمدی کے لئے لازمی اور حتمی قرار دیا ہے وہ زکوٰۃ سے بالکل الگ اور علیحدہ ہے۔ اسی طرح موصیان کی طرف سے حصہ آمد کی ادائیگی بھی اس فریضہ سے الگ ہے جو باوجود ان جملہ چندہ جات کے ادا کرنے کے پھر بھی واجب الادا رہتا ہے۔ اور جب تک اسے زکوٰۃ کی نیت سے اور زکوٰۃ کی مد میں ادا نہ کیا جائے ادا نہیں ہوتا۔

زکوٰۃ کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات

زکوٰۃ کیا ہے یُؤْخَذُ مِنَ الْاُمَرَاءِ وَيُرَدُّ اِلَى الْفُقَرَاءِ۔ امراء سے لے کر فقراء کو دی جاتی ہے اس میں اعلےٰ درجہ کی ہمدردی سکھائی گئی ہے، اس طرح باہم گرم سرد ملنے سے مسلمان سنبھل جاتے ہیں امراء پر فرض ہے کہ وہ ادا کریں۔

۲۔ یہ بھی واضح رہے کہ صدقات اور زکوٰۃ اور اس طرح کا سب روپیہ یہاں آنا چاہیئے۔

۳۔ عزیزو یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہ آئے گا۔ چاہیئے کہ زکوٰۃ دینے والا اسی جگہ (قادیان) اپنی زکوٰۃ بھیجے۔

زکوٰۃ کی مرکز میں ترسیل

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہماری جماعت کو اس کی توفیق مل رہی ہے۔ اور صدر انجمن احمدیہ قادیان کے بجٹ میں زکوٰۃ کی ایک مد قائم ہے۔ جس میں جماعت کے صاحب نصاب دوست زکوٰۃ کی رقمیں ہر سال بھجواتے ہیں۔ اور یہ رقوم عام طور پر رمضان المبارک میں بھجواتے ہیں۔ اور پھر صدر انجمن کی طرف سے غریبوں اور بیواؤں کو امداد اور وظائف ملتے ہیں۔ نہ صرف اپنی جماعت کے غرباء کو بلکہ غیر مسلم مستحقین کو بھی امداد دی جاتی ہے۔ حسن اتفاق سے یہ تحریک ایسے وقت میں احباب کی خدمت میں پہنچ رہی ہے کہ رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ شروع ہے۔ اس لئے جملہ صاحب نصاب احباب کی خدمت میں جنہوں نے تا حال اس سال زکوٰۃ ارسال نہیں فرمائی درخواست ہے کہ اسی مہینہ میں زکوٰۃ کی رقم ارسال فرما کر دوہرا ثواب حاصل کریں۔

ناظر بیت المال قادیان

تعزیت نامے

حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال پر مختلف جماعتوں کی طرف سے تعزیتی مراسلات موصول ہونے پر اخبار بدر میں شائع کئے جا چکے ہیں مزید برآں اثنا میں حسب ذیل جماعتوں کی طرف سے ایسے تعزیتی خطوط موصول ہوئے ہیں:- (۱) جماعت احمدیہ سرینگر (کشمیر) (۲) تیماپور (میسور سٹیٹ) (۳) جماعت احمدیہ پارکوٹ (کشمیر) (۴) جماعت احمدیہ صالح نگر (یوپی)

وصولی لازمی چندہ جات نو ماہ بلحاظ نسبتی بجٹ

جماعتہائے احمدیہ ہندوستان

"دیکھو جنہوں نے انبیاء کا وقت پایا انہوں نے دین کے لئے کیسی کیسی قربانیاں کیں۔ جیسے ایک مالدار نے دین کی راہ میں اپنا سارا مال حاضر کیا۔ ایسا ہی ایک فقیر دریوزہ گر نے اپنے مرغوب ٹکڑوں سے پُر زنبیل پیش کر دی۔ اور ایسا ہی کئے گئے جب تک کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے فتح کا وقت آگیا۔ مسلمان بننا آسان نہیں۔ مومن کا لقب پانا سہل نہیں۔ سو اے دلو! اگر تم میں راستی کی روح ہے۔ تو میری اس دعوت کو سرسری نگاہ سے مت دیکھو نیکی حاصل کرنے کی فکر کرو۔ خدا تعالےٰ تمہیں آسمان پر دیکھ رہا ہے کہ تم اس پیغام کو سُن کر کیا جواب دیتے ہو۔"

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

"اپنے چندوں کو بڑھاؤ اور خدا کی رحمت کو کھینچو۔ کیونکہ جتنا تم چندہ دو گے اس سے ہزاروں گنے تمہیں ملے گا۔ اور دنیا کی ساری دولت کھینچ کر تمہارے قدموں میں ڈال دی جائیگی جس کے متعلق تمہارا فرض ہوگا کہ سلسلہ احمدیہ کے لئے خرچ کرو تاکہ دنیا کے چپہ چپہ پر مبلغ بھیجے جا سکیں اور ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے اور دنیا کی ساری حکومتیں اسلام میں داخل ہو جائیں۔ آپ کو یہ بات بڑی معلوم ہوتی ہوگی۔ مگر خدا تعالےٰ کے نزدیک بڑی نہیں۔"

ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ معین شرح کے مطابق مالی قربانی میں باقاعدگی سے حصہ لے۔ لیکن ابھی بہت سے دوست ایسے ہیں جو اپنی مالی ذمہ داری کی ادائیگی کی طرف پوری توجہ نہیں کر رہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ متعدد جماعتوں کے چندہ جات سو فی صدی وصول نہیں ہو رہے۔ ایسے بقایا داران اور بے شرح افراد کی اصلاح کے سلسلے میں اسی سال مجلس مشاورت کے پیغام میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے تاکیداً فرمایا کہ

"جہاں تک میں سمجھتا ہوں ہمارے بجٹ میں کمی کا بڑا دخل ان نام ہندوں کا ہے جو سلسلہ میں شامل ہونے کے باوجود اخلاص کی کمی کی وجہ سے مالی قربانیوں میں حصہ نہیں لیتے اسی طرح وہ لوگ جو مقررہ شرح کے مطابق چندہ نہیں دیتے یا بقایوں کی ادائیگی میں سستی سے کام لیتے ہیں۔ ان کی غفلت بھی سلسلہ کے لئے نقصان کا موجب ہو رہی ہے۔ پس میں تمام امراء اور سیکرٹریان جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ انہیں روحانی اور تربیتی اصلاح کے ساتھ نادہندگان اور شرح سے کم چندہ دینے والوں کے بارہ میں اپنی ذمہ داری سمجھنی چاہیئے تا کہ ان میں بھی قربانی کا جذبہ پیدا ہو اور وہ بھی اپنے دوسرے بھائیوں کے دوش بدوش اسلام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے ثواب میں شریک ہو سکیں۔"

موجودہ مالی سال کے نو ماہ گذر چکے ہیں اور آخری سہ ماہی شروع ہو چکی ہے۔ تمام جماعتوں کے نسبتی بجٹ اور وصولی کی پوزیشن کا گوشوارہ درج ذیل ہے۔

جملہ احباب جماعت و عہدیداران کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اپنا اپنا محاسبہ کریں اور مالی فرائض کی ادائیگی میں جو کمی رہ گئی ہے اسے جلد پورا کرنے کی فکر کریں اور اس بات کا عملی طور پر ثبوت دیں کہ وہ فی الحقیقت دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے ہیں۔

ناظر بیت المال قادیان

گوشوارہ نسبتی وصولی لازمی چندہ جات نو ماہ بلحاظ بجٹ جماعتہائے احمدیہ ہندوستان ۶۲-۱۹۶۱ء

نمبر شمار	صوبہ	وہ جماعتیں جن سے ۱۰۰٪ وصولی	وہ جماعتیں جن سے ۷۵٪ تا ۱۰۰٪	۵۰٪ تا ۷۵٪	۲۵٪ تا ۵۰٪	۲۵٪ سے نیچے والی	جن جماعتوں سے کچھ وصول نہیں ہوئی	
۱	U.P. یوپی معہ ہماچل (مدھیہ پردیش)	گونڈہ ۱	کانپور ۱	انبیٹہ۔ شاہجہانپور۔ رائے بریلی؟ = ۳	سیتاپور؟۔ بنارس۔ علی پور کھیڑا۔ لکھنؤ۔ بجے پور = ۵	بریلی۔ بھدوہی۔ [illegible]۔ بھوپال۔ دہلی۔ امروہہ۔ [illegible] = ۱۰	چرگاؤں جاجانی ۱	۲۱
۲	بہار	[illegible] ۲	پٹنہ ۱	مظفرپور۔ رانچی۔ جمشید پور = ۳	بھاگلپور۔ برہ پورہ۔ مونگھیر۔ [illegible] ۴	[illegible]۔ بلاری۔ [illegible] ۳	—	۱۳
۳ ۴	بنگال بمبئی	—	—	کلکتہ (۱) بمبئی (۱)	نند گرام؟ ۱	بھرت پور۔ [illegible]۔ چندی = ۳ باندرہ ۱	دورنٹ ۱ —	۵ ۳
۵	میسور	یادگیر ۱	[illegible]۔ سوریہ؟ مرکرہ = ۳	—	ہبلی۔ بنگلور۔ [illegible] ۳	تیماپور ۱	گمگا ۱	۹
۶	آندھرا	پنتہ کنٹہ ۱	—	—	حیدرآباد۔ سکندرآباد۔ ادکور ۳	ظہیرآباد۔ رائچور۔ [illegible]۔ کنڈا؟۔ گوزل ۵	چنتاپور ۱	۱۰
۷	کیرالہ	[illegible] ۱ [illegible] ۲	[illegible] ۲	کالیکٹ۔ [illegible]۔ منگلور ۳	مدراس۔ میلاپالم۔ [illegible]۔ پیروز؟۔ [illegible] ۷	[illegible]۔ کوناڑ۔ [illegible] ۴	—	۱۸
۸	کشمیر	—	—	—	شورت۔ رشی نگر۔ [illegible]۔ یاڑی پورہ ۴	سری نگر۔ [illegible]۔ شوپیاں۔ [illegible] ۹	[illegible] ۱	۱۴
۹	جموں۔ پونچھ	جموں۔ [illegible]۔ [illegible] ۲	پونچھ ۱	—	[illegible]۔ سلواہ۔ [illegible] ۳	[illegible]۔ [illegible] ۲	[illegible] ۱	۹
۱۰	اڑیسہ	[illegible] ۱	—	سونگڑہ۔ [illegible]۔ [illegible]	[illegible]۔ [illegible] ۶	[illegible]۔ [illegible] ۶	[illegible] ۲	۲۰
	میزان		۸	۱۶	۳۶	۴۴	۸	۱۲۲

خبریں

پونہ ۱۱ فروری - پردھان منتری پنڈت نہرو نے پونہ کے بھاری جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے یہ سنسنی خیز انکشاف کیا کہ بعض غیر ملکی بھارت کے عام انتخابات میں مداخلت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مگر آپ نے اس سلسلہ میں کسی ملک کا نام نہ لیا۔ آپ نے اس الزام کا مضحکہ اُڑایا کہ وزیر دفاع شری کرشنا مینن نے چینیوں کو بھارتی علاقہ پر قبضہ کرنے کی اجازت دی۔ آپ نے کہا شری مینن یا وزارت دفاع کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر اس کے لئے کسی کو ذمہ دار ٹھہرایا جا سکتا ہے تو وہ میں ہوں کیونکہ میں وزارت خارجہ کا انچارج ہوں۔ بھارتی علاقہ پر چینیوں کی اس جارحیت سے شری مینن یا وزارت دفاع کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس معاملہ کو وزارت خارجہ نپٹا رہی تھی۔ آپ نے ان کانگرسیوں کی خوب خبر لی۔ جو شمالی بمبئی کے پارلیمنٹری حلقہ میں شری مینن کے مقابلہ پر آچاریہ کرپلانی کی حمایت کر رہے ہیں۔ آپ نے کہا کہ جتنی جلدی یہ لوگ کانگرس کو چھوڑ جائیں اتنا ہی اچھا ہوگا۔ پونہ کے اس جلسہ میں ایک لاکھ سے زائد اشخاص موجود تھے۔

کولھاپور ۱۲ فروری - پردھان منتری پنڈت نہرو نے کولھاپور کے بھاری جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت بھارت میں جو سوشل انقلاب آرہا ہے۔ وہ تب تک مکمل نہ ہوگا۔ جب تک کہ ملک سے غریبی اور جہالت کا خاتمہ نہ کر دیا جائے۔ اقتصادی محاذ پر چالیس کروڑ لوگ آگے بڑھ رہے ہیں۔ اور حصول آزادی کے بعد سے پانچسالہ پلانوں کے عملدرآمد کے ذریعہ سارے ملک کا روپ ریکھا تیزی سے بدل رہا ہے۔ آپ نے کہا کہ بھارت قدرتی ذرائع کے لحاظ سے بڑا مالا مال ہے اور اس سے بڑا فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ آپ نے کہا کہ سائنس کو زراعت اور صنعت کی ترقی کے لئے استعمال کیا جانا چاہیئے۔ ملک کی حقیقی دولت وہ کارخانے اور صنعتی پلانٹ ہیں جو کہ قائم ہوئے ہیں۔ حالیہ عرصہ میں مہاراشٹر، پنجاب اور مدراس میں نئی صنعتیں بڑی تیزی سے قائم ہوئی ہیں۔ اور وہ بیکاری کے بڑے مسئلہ کو حل کرنے میں بڑی مدد دے رہی ہیں۔ آپ نے کوآپریٹو تحریک کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ کوآپریٹو کھیتی باڑی کے ذریعہ زرعی پیداوار میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ بڑودہ میں پردھان منتری نے تقریر کرتے ہوئے ملک کے اتحاد پر زور دیا کہ ملک کی آزادی کے تحفظ اور لوگوں کو خوشحالی کی طرف لے جانے کے لئے اتحاد بڑا ضروری ہے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہوا تو تخریب پسند طاقتیں غالب آجائیں گی۔ اور بھارت تباہ ہو جائے گا۔ نہرو نے یہ تقریر صبح ۸½ بجے کی۔ مگر اس کے باوجود تیس ہزار سے زائد اشخاص نے جلسہ میں شرکت کی۔ آپ نے کہا کہ فرقہ پرست پارٹیاں ——— اس قسم کی باتیں کر کے ملک کے اتحاد کی بنیادوں کو کمزور کر دیں گی۔ فرقہ پرستی بڑی خطرناک شے ہے۔ کیونکہ اس سے قوم پرستی کے تانے بانے کو نقصان پہنچے گا۔

چنڈی گڑھ ۱۲ فروری - شری این۔ وی گاڈگل گورنر پنجاب نے روپڑ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ آج دنیا میں مذموم رجحانات پھیلے ہوئے ہیں۔ اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا۔ تاہم مجھے یقین ہے کہ قوم اس قدر طاقتور ہے کہ وہ ملک کی حفاظت کر سکتی ہے۔ ہندوستانیوں کو پوری طرح معلوم ہے کہ آزادی کی قیمت یہی ہے کہ ہم اندرونی طور پر پوری طرح چوکنے اور خبردار رہیں۔

ہیگ ۱۲ فروری - پتہ چلا ہے کہ مغربی نیوگنی کے بارے میں انڈونیشیا کی تجاویز کو ہالینڈ کی وزارت کے روبرو پیش کی جائیں گی انڈونیشیا نے جو تجویز رکھی ہے۔ اس کے مطابق مغربی نیوگنی کے عوام کو ۱۰ سال کے لئے داخلی خودمختاری دی جائے گی۔ یہ تجاویز انڈونیشیا کے اعلیٰ ڈپلومیٹک افسروں نے ہالینڈ کے کیتھولک لیڈر اور ممبر پارلیمنٹ ڈاکٹر ایل۔ ڈی گاؤ تک پہنچائی ہیں۔ جو کہ کل کو پارلیمنٹ کی امور خارجہ سے متعلقہ کمیٹی کی میٹنگ میں شرکت کریں گے۔ توقع کی جاتی ہے کہ اس کمیٹی کی میٹنگ میں ہالینڈ کے وزیراعظم اور وزیر خارجہ بھی موجود ہوں گے۔

چنڈی گڑھ ۱۲ فروری - غیر سرکاری طور پر معلوم ہوا ہے کہ پنجاب گورنمنٹ نے سابق پنجاب (مشرقی پنجاب) کے ۱۲ ڈسٹرکٹ بورڈوں میں سے ۵ ڈسٹرکٹ بورڈوں کو یکم مارچ ۱۹۶۲ء سے ختم کرنے کا فیصلہ کیا ہے ان کی جگہ ضلع پریشدیں لیں گی۔ جو کہ حال ہی میں قائم کی گئی ہیں۔ جو ڈسٹرکٹ بورڈ ختم کئے گئے ہیں۔ اُن کے نام یہ ہیں: کانگڑہ۔ امرت سر۔ لدھیانہ۔ رہتک اور گورداسپور۔ مزید معلوم ہوا ہے کہ باقی ماندہ سات ڈسٹرکٹ بورڈ اس وقت توڑے جائیں گے۔ جب کہ متعلقہ اضلاع میں ضلع پریشدوں کے انتخابات مکمل ہو جائیں گے۔

نئی دہلی ۱۲ فروری - بھارت اور روس کے درمیان آج ایک معاہدہ پر دستخط ہوئے جس کے ماتحت روس کی مدد سے گجرات میں بڑودہ کے قریب کوال کے مقام پر تیل صاف کرنے کا کارخانہ لگایا جائے گا۔ اس کارخانہ میں ہر سال ۲۰ لاکھ ٹن تیل صاف ہوا کرے گا۔ روسی ماہرین کارخانہ کے ڈیزائن اور نقشے تیار کریں گے۔ کارخانہ دو مرحلوں پر مکمل ہوگا۔ پہلا مرحلہ ۶۴-۱۹۶۳ء میں مکمل ہو جائے گا۔ اس سے پہلے آسام میں نیروہنی کے مقام پر روس کی مدد سے تیل صاف کرنے کا کارخانہ لگایا گیا ہے۔

جالندھر ۱۲ فروری - پنجاب کے چیف منسٹر شری کیروں نے آج بیان کہا کہ کانگرس کو ووٹ دینا دیش میں ایکتا، مضبوطی اور ترقی کے ذرائع مہیا کرنا ہے۔ میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ہر ذہین، لائق اور ٹھیک ڈھنگ سے سوچنے والا شخص ملک کے وسیع مفادات کی خاطر کانگرس کو ووٹ دے گا۔ آپ نے اپوزیشن پارٹیوں کے رویہ کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ بعض اپوزیشن پارٹیاں ملک کی ترقی کی راہ میں روڑا اٹکانے اور وطن دشمنی پر مبنی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ جبکہ پوری قوم دیش میں اتحاد اور جذباتی ہم آہنگی لانے کی کوشش کر رہی ہے۔

مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخلہ

تبلیغی اور تربیتی ضرورتوں کو محسوس کرتے ہوئے قادیان میں مدرسہ احمدیہ کا اجراء حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود اپنے مبارک ہاتھوں سے فرمایا اور آج دنیا کے کونے کونے میں جو مبلغین تبلیغ اسلام و احمدیت کر رہے ہیں وہ اسی مدرسہ کے تربیت یافتہ ہیں۔ مدرسہ احمدیہ کا نیا تعلیمی سال وسط اپریل ۱۹۶۲ء سے شروع ہو رہا ہے۔ احباب جماعت کو اپنے بچوں کو اس مدرسہ میں دینی تعلیم کے حصول کے لئے بھجوانا چاہیئے۔ باہر سے آنے والے بچوں کے لئے بورڈنگ کا انتظام ہے۔ اور کم از کم اوسطاً ماہانہ خرچ -/۳۰ روپے (تیس روپے) ہے جن دوستوں میں اتنے اخراجات کی استطاعت نہ ہو تو طالب علم کی اچھی تعلیمی حالت اور والدین کی مالی حالت کے پیش نظر مرکز سے بھی وظیفہ دیا جاتا ہے۔ دوستوں کو چاہیئے کہ ابھی سے نظارت تعلیم و تربیت سے فارم متعلقہ طلب کر کے اسے پُر کر کے ارسال کریں تاکہ باہر سے آنے والے لڑکوں کو بروقت بُلایا جا سکے۔ ایسی درخواستیں امیر یا پریذیڈنٹ صاحب مقامی کی سفارش اور تصدیق کے ساتھ آنی ضروری ہیں۔ داخلہ کا معیار مندرجہ ذیل ہے:-

(۱) کم از کم مڈل تک تعلیم ہو۔

(۲) اردو اچھی طرح لکھ پڑھ سکتا ہو۔

(۳) قرآن کریم ناظرہ پڑھنا جانتا ہو۔

(۴) صحت اور اخلاقی حالت اچھی ہو۔

ناظر تعلیم و تربیت قادیان